صلوا علیہ وآلہ

الٰہی موت یوں آئے مدینے میں ◎ نظر کے سامنے خیرالوریٰ کا آستانہ ہو

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

مجلس الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان

صلوا علیہ وآلہ

الٰہی موت یوں آئے مدینے میں ۞ نظر کے سامنے خیر الوریٰ کا آستانہ ہو

صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم

مجلس الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان

نذرانۂ عقیدت

بحضور سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، محبّ الفقراء والغرباء والمساکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

آں جملہ رُسُل ہادیٔ برحق کہ گزشتند
بر فضلِ تو اے ختمِ رُسُل دادہ گواہی

در خَلق و در خُلق توئی نیّرِ اعظم
لا تدرِکُ اوصافِکَ لم تدرِ کماہی

یا احسنُ یا اجملُ یا اکملُ اکرم
واللہ باخلاقِکَ فی الملاءِ یُباہی

تُو باعثِ تکوینِ معاشی و معادی
اے عبدِ الٰہ ہست مسلّم بتو شاہی

عالم بہوا داریت از ہوش برفتہ
آہو شدہ در یم و بصحرا شدہ ماہی

زآفاق پریدی و زِ افلاک گزشتی
درجاتک فی السّدرۃِ غیرُ المتناہی

اُمید بحرمت کہ مکارم شیمِ تست!
من کیستم و چیست معاصی و تباہی

آلسّ نیم از فضلِ تو اے روحِ خداوند
نظرے کہ رُباید ز قمرؔ رنج و سیاہی

از شیخ الاسلام والمسلمین الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدّین سیالوی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

مرتبہ

قاضی غلام رسول غازی سیالوی

ھدیہ

جب یاد کبھی آئیں بخشش کی دعا کرنا

باسمہٖ و بعونہٖ و بفضلہٖ و بتوفیقہٖ تعالیٰ و برحمۃ و بدو سیلۃ

سید الکونین ختم المرسلین

صلی اللہ علیہ و آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

کتاب ــــــــ "صلّوا علیہ و آلہٖ"

مرتبہ ــــــــ قاضی غلام رسول غازی سیالوی

کتابت ــــــــ محمد عاشق حسین ہاشمی، چنیوٹ

صفحات ــــــــ ۶۴ تعداد : ایک ہزار

طباعت ــــــــ

اشاعت سوم ــــــــ ماہ شوال المکرم سنہ ۱۴۱۳ھ

بشکریہ و امتنان ــــــــ الحاج صوفی اللہ دتہ صاحب / حاجی شہباز علی صاحب

نوٹ

۱- بیرونی حضرات پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

۲- اشاعت کے متمنی حضرات قاضی غلام رسول غازی سیالوی محمدی شریف ضلع جھنگ سے رابطہ فرمائیں

برائے ایصالِ ثواب

○ حضور شیخ الاسلام والمسلمین الحاج خواجہ محمد قمر الدین سیالوی

○ والدین مرحوم ○ برادرم غلام حامد مرحوم

ملنے کے پتے

۱- مرکزی دفتر : مجلس الدعوۃ الاسلامیہ، سیال شریف ضلع سرگودھا

۲- تاجدارِ ختمِ نبوت اکیڈمی ، جامع مسجد فاروقیہ محلہ عثمان آباد ، چنیوٹ ، ضلع جھنگ

۳- جناب محمد امین ندیم سیالوی دفتر انجمن سپاہِ مصطفےٰ شورکینٹ ضلع جھنگ

قارئین کرام

نہایت افسوس! اس بات پر ہے کہ

آج لوگ مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر پر انگلی سے ٹھوکر لگا لیتے ہیں۔ ون ٹو۔ تھری کہہ لیتے ہیں۔ ہیلو ہیلو پکارتے ہیں، مگر صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے گریزاں ہیں، نہ صرف گریزاں بلکہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب سمجھتے ہیں، حالانکہ صلوٰۃ و سلام کے مخالفین اپنے آپ کو جس گروہ میں شامل سمجھتے ہیں، اس گروہ کے اکابرین نے لکھا:

۱۔ مولوی محمد زکریا صاحب سہارنپوری (تبلیغی نصاب کے مؤلف)

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہ کو مختلف الفاظ ارشاد فرمائے تاکہ کوئی لفظ خاص طور سے واجب نہ بن جائے۔ نفسِ درود شریف کا وجوب علیحدہ چیز ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور درود شریف کے کسی خاص لفظ کا وجوب علیحدہ چیز ہے کوئی خاص لفظ واجب نہیں۔" (تبلیغی نصاب ص ۱۴/ فضائلِ درود شریف ص ۳۶)

۲۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ:

"ملائکہ کا درود شریف حضورِ اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" کہے، کچھ مضائقہ نہیں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ۔ کلیاتِ امدادیہ ص ۸۴)

۳۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی:

"اگر اس کلمہ (یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ) کو درود شریف کے ضمن میں کہے (یعنی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ) اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں، تو درست ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲)

۴۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی:

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بہت مختصر (درود شریف) ہے۔" (فیوضِ قاسمیہ صـ ۴۸-۴۹ / ماہنامہ دارالعلوم صـ ۳۲۔ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ)

۵۔ قاضی محمد زاہد الحسینی:

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ دُور سے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ علماء دیوبند کے ہاں بھی شوق و محبت سے صلوٰۃ و سلام کی صُورت میں اس کا پڑھنا درست ہے۔"

(رحمتِ کائنات صـ ۱۸۶ مصدّقہ مولوی احمد علی لاہوری، مولوی محمد زکریا سہارنپوری مولوی شمس الحق افغانی۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی وغیرہ)

۶۔ علامہ عبدالحمید الخطیب شیخ الحرم و سابق رکن مجلس شوریٰ حکومتِ سعودیہ:

"جب میں مسجدِ حرام میں مدرّس تھا، تو مجھ سے شام کے حاجی نے آکر شکایت کی کہ میں بیت اللہ شریف کے مطاف میں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہہ رہا تھا۔ ایک عالم نے جو اپنے آپ کو نجدی ظاہر کرتا ہے، روک دیا۔ میں نے جناب شیخ ابن مانع اور شیخ عبدالظاہر امام مسجدِ حرام سے پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا کہ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، مگر جس نے روکا ہے وہ ان کے خلاف بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔ یہ بات اور اس قسم کی دوسری باتیں لوگوں کی نظر میں وہابیہ نجدیہ کی حقارت کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ کیا واقعی علماء نجدیہ وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ ان کے نزدیک اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا حرام ہے۔ تو میں نے اس کو جواب دیا کہ تمام اسلافِ وہابیہ اِس سلام کو جائز قرار دیتے ہیں بعض لوگ خواہ مخواہ اپنے غلط عقائد کو وہابیہ کے ساتھ خلط ملط کر کے وہابیہ کو بدنام کر رہے ہیں۔" (رحمتِ کائنات دیباچہ صـ ۴، ۶۔ صـ ۱۸۳، ۱۸۴)

نَحمدہٗ ونُصلّی ونُسلّم علٰی رسُولہِ الکریم

اَمّا بعد، فاعوذ باللّٰہِ مِنَ الشّیطٰنِ الرّجیم

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحیم ؕ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(الاحزاب پ ۲۲) ترجمہ: "بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کرو۔"

برادرانِ اسلام! کتنا بڑا کرم ہے اللہ ربّ العزّت کا جس نے اپنے محبوب کریم حضور سیدِ عالم، نبی معظّم، رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم کی امّت سے ہمیں پیدا فرمایا۔ ادیانِ عالم سے افضل و اعلیٰ دینِ متین اسلام سے نوازا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

ہر مسلمان اس امر سے بخوبی آشنا ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں:

کلمہ طیّبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔

یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ مولا کریم نے ان کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔ ان کی بجاآوری بندوں پر لازم ہے۔ خود خالقِ کائنات ان کو بجالانے کا پابند نہیں، گویا کہ یہ ارکان اللہ تعالیٰ کا حکم ہیں، عمل نہیں۔

اب دیکھیں کہ بندوں کے لیے وہ کونسی عبادت ہے، جس پر مولا کریم کا اپنا عمل ہے۔ اور جس کے بجالانے کا اپنے بندوں کو حکم بھی دیا ہے۔ کتنی عظمت اور شان والی وہ عبادت ہے جو امراللہ اور سُنّۃ اللہ ہے۔

ارکانِ اسلام کی بجاآوری میں کوئی کوتاہی ہوسکتی ہے۔ نقص ہوسکتا ہے، جس کی وجہ سے مولا کریم قبول نہ فرمائے۔ اسی لیے کہا گیا کہ کوئی بھی عبادت کی جائے، تو عابد کی کیفیت یوں ہو کہ بارگاہِ صمدیت میں قبولیت کی امید ہو اور پُرخوف بھی ہو کہ شاید عبادت شرفِ قبولیت سے سرفراز نہ ہوئی ہو۔ اس کیفیت کو بین الخوف والرّجاء کہتے ہیں۔

لیکن کتنی اعلیٰ ہے وہ عبادت! جس کے بارے میں یہ سوچنا کہ شاید قبول نہ ہوتی ہو۔ ایمان سے محرومی کی دلیل ہے، ایسی عبادت کہ ہر حال میں قبول ہے، اللہ اکبر!

آپ خیال فرمارہے ہوں گے کہ وہ کونسی عبادت ہے، جسے یہ مقام حاصل ہے۔ اللہ کا حکم، اللہ کا عمل۔ اور پھر خالقِ کائنات کا ہی عمل نہیں، فرشتوں کا بھی عمل ہے اور عمل بھی ایسا کہ کبھی کبھی نہیں، بلکہ ہر آن، ہر لحظہ اور ہر وقت۔

میرے بھائیو! وہ عمل، وہ عبادت اس ذات بابرکات پر درود وسلام ہے جس نے اللہ کا عرفان بخشا، ایمان عطا کیا اور اسلام کے زریں اصولوں سے نوازا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

کسی نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ "آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے" تو آپ نے بلا تامّل فرمایا: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے" اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہاں خدا بھی موجود تھا اور ہم بھی یہیں رہتے تھے، لیکن نہ کبھی ہم اس کی طرف متوجّہ ہوئے اور نہ ہی اس نے ہمیں پوچھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لانے کی دیر تھی کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور وہ ہماری طرف متوجہ ہو گیا۔

معنیٔ حرفم کُنی تحقیق اگر
بنگری بادیدۂ صدیق اگر
قوّتِ قلب وجگر گردد نبیؐ
از خدا محبوب تر گردد نبیؐ (اقبالؒ)

عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم اس بات پر متفق ہیں کہ درود وسلام ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کی مقبولیّت میں کوئی شک نہیں، بلکہ دیگر عبادات

کی مقبولیت کا ذریعہ درود و سلام ہے بلکہ عبادت کی جان ہے، یہی وہ واحد عمل ہے جو دکھاوے کے طور پر بھی کیا جائے، تب بھی مقبول ہے۔ یہ ایک نور ہے۔ مجلسوں کی زینت، اسمِ اعظم، آبِ حیات، جنت کا راستہ، فتوحات کی چابی، گناہوں کا کفّارہ، تمام نیکیوں سے افضل، اللہ تعالیٰ کا فعل، فرشتوں کا معمول، بندوں کو پڑھنے کا حکمِ ربّی۔

درود و سلام نہ پڑھنے والے کا کوئی مذہب نہیں۔ جو پڑھے اس پر ربّ قدوس دو ہزار بار سلام بھیجتا ہے۔ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں، پانچ ہزار گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ پانچ ہزار درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ پیشانی پر لکھا جاتا ہے کہ منافق نہیں، دوزخ سے آزاد ہے۔ قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھا جائے گا۔ مال میں وسعت ہوگی، اولاد میں برکت ہوگی۔ دشمن پر غالب ہوگا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر!

درود و سلام پڑھنے والے سے شیطان دُور رہے گا۔ مخلوق اسے اپنا محبوب و مخدوم بنا لے گی۔ خواب میں دولتِ دیدارِ محبوبِ حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم سے مالا مال ہوگا۔ دُنیا سے رخصتِ سفر باندھنے سے قبل اپنا مکان جنت میں دیکھ لے گا۔ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ فرمائیں گے اور شفاعتِ خاص سے نوازیں گے۔

دُرود و سلام پڑھنے والے کے لیے کوہِ اُحد کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اور تنگدستی دُور ہو جاتی ہے۔ غربت و افلاس کے ظالم پنجوں سے آزادی حاصل ہوتی ہے۔ دِل غنی ہو جاتا ہے، ہر قسم کے حزن و ملال سے نجات پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ سب کام سنور جاتے ہیں۔ حوضِ کوثر پر خصوصی عنایات ہوتی ہیں۔

درود و سلام پڑھنے والا بادۂ سرمدی کا میخوار ہوتا ہے۔ عشقِ رسول کی شمع اُس کے دل میں فروزاں ہوتی ہے۔ اس کی زندگی کیف و مستی کا حسین امتزاج ہوتی ہے ؎

خدا کس کو کہتے تھے کیا جانتے تھے
یہ تیری زباں سے سُنا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)

دُرود و سلام کے فضائل بے شمار ہیں، احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، لیکن اس کے لیے جو ایمان دار ہو، جسے آخرت کی فکر ہو، جس کا حضور سیّدِ عالم، نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر یقین کامل ہو۔ ماننے والے کے لیے رحمتیں ہیں، برکتیں ہیں، بہت کچھ ہے نہ ماننے والے کے لیے کچھ بھی نہیں۔

درود و سلام پڑھنے کا حُکم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ (سورۂ احزاب)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کرو۔

اللہ رب العزت نے دُرود و سلام کے لیے کوئی خاص صیغہ مقرر نہیں فرمایا اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ درود ابراہیمی پڑھو اور فلاں درود نہ پڑھو اور نہ ہی دُرود و سلام کے لیے کوئی وقت کی قید لگائی کہ فلاں وقت پڑھو گے، تو ثواب ہوگا اور فلاں وقت پڑھو گے، تو گناہ ہوگا، بلکہ مطلقاً فرمایا: "اے ایمان والو! تم میرے نبی پر درود و سلام پڑھو" اب اگر کوئی صاحب یہ قید لگائیں کہ فلاں وقت دُرود و سلام پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو، یا فلاں درود و سلام پڑھو اور فلاں نہ پڑھو۔ یہ نہ صرف جہالت و حماقت ہے، بلکہ حکمِ خدا کی مخالفت اور کھلا چیلنج ہے۔

غور فرمائیں: قرآن مجید میں کُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا پینا مطلق ہے۔ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا میں صلوٰۃ و سلام مطلق ہے۔

اگر صلوٰۃ و سلام میں قید لگائی جاتی ہے، تو پھر کھانے پینے میں بھی یہی قید لگائیں،

اور وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کریں گے، تو اُن کے لیے وہ ناجائز ہوگی۔ لیکن!

"ہر وہ غذا جو شریعتِ مطہرہ میں حرام نہیں، اس کا کھانا جائز ہے۔ اسی طرح ہر وہ دُرود و سلام جو شریعت میں منع نہیں، اس کا پڑھنا جائز ہے" (راہِ حق)

رہا یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں درود ابراہیمی تعلیم فرمایا، تو بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درودِ ابراہیمی تعلیم فرمایا، مگر نماز میں۔ اسی لیے ہم سب مسلمان نماز میں یہی درود شریف پڑھتے ہیں، لیکن یہ نماز کے ہی ساتھ خاص ہے، چنانچہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَىِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْئَلْهُ فَقَالَ إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ (مسند احمد ج ۴ صہ ۱۱۹، جلاء الافہام ابن قیم صہ ۵)

ترجمہ: ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے آگے آکر بیٹھ گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سلام کو تو ہم نے خوب سمجھ لیا ہے (نماز میں کیسے پڑھنا ہے) اب یہ فرمایئے کہ جب ہم آپ پر درود پڑھیں، تو اپنی نمازوں میں کیسے پڑھیں؟ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ محبوب جانا

کہ وہ سوال ہی نہ کرتا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم درود پڑھو مجھ پر نماز میں تو کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ۔

(صَحَّحَہُ ابنُ حبانَ قالَ الحاکمُ صَحِیحٌ علی شرطِ مُسلمٍ وَاَخرجَ اَیضًا اَحمدُ وَ ابنُ خُزیمہ وَدارقُطنی وبیہقی اَنَّ ھٰذہ الالفاظ المرویۃ مُختصۃ بالصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یَا رَسُولَ اللّٰہِ کَیفَ نُصَلِّی عَلَیکَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ تَقُولُونَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ (جلاء الافہام ابن قیم صـ۱۶)

ترجمہ: یارسول اللہ! ہم آپ پر نماز میں کیسے درود پڑھیں؟ فرمایا تم کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

ثابت ہوا کہ درود شریف ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے، چنانچہ غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانی اپنی کتاب "تحفۃ الذاکرین" صـ۱۳۲ پر فرماتے ہیں:

وَفِیہِ تَقیِیدُ الصَّلٰوۃِ عَلَیہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُفِیدُ ذٰلِکَ اَنَّ ھٰذِہِ الاَلفَاظَ مَروِیَّۃٌ مُختَصَّۃٌ بِالصَّلٰوۃِ وَاَمَّا خَارِجَ الصَّلٰوۃِ فَیَحصُلُ الاِمتِثَالُ بِمَا یُفِیدُہُ قَولُہُ سُبحَانَہُ وَتَعَالٰی (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہُ)

ترجمہ: اور اس (حدیث) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں درود پڑھنا مقیّد کیا گیا ہے۔ پس یہاں سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ (درود ابراہیمی) کے الفاظ جو مروی ہیں۔ یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں۔ نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہیے جس سے آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہُ کی پوری تعمیل ہو جائے۔

نوٹ: علامہ شوکانی غیر مقلدین کے امام ہیں، جن سے عقیدت کے طور پر ان

کے دوسرے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اس طرح مدد مانگتے ہیں۔ اگرچہ غیر اللہ سے مدد مانگنا ان کے نزدیک شرک ہے ؎

شیخ سنّت مددے قاضیٔ شوکاں مددے

عرض کر رہا تھا درودِ پاک کے بارے میں۔ علماء و محدثینِ کرام نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھتے ہیں جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوتے ہیں۔ نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دُرود پاک کے پڑھنے کی تعلیم اس لیے فرمائی جس میں صرف صلوٰۃ کا ذکر اور جس سے صرف صَلُّوا کی تعمیل ہوتی ہے۔ نماز میں چونکہ وَسَلِّمُوا کی تعمیل اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سے ہوجاتی ہے، لٰہذا فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ پڑھ کر صَلُّوا کی تعمیل کر لیا کرو۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اکابرین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف لکھا کرتا تھا، اس میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظ صلوٰۃ تو لکھتا مگر لفظ سلام نہ لکھتا تھا۔

فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لِی اَمَا تَتِمُّ الصَّلٰوةُ عَلَیَّ فِی كِتَابِكَ؟ فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ۔

(اِحیاءُ العُلُومِ ج۱، ص ۳۱۹)

ترجمہ: تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی کتابت میں مجھ پر پورا درود کیوں نہیں لکھتے؟ پس اس کے بعد میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام دونوں لکھتا"

معلوم ہوا کہ آیہ کریمہ کی پوری تعمیل اس وقت ہو گی جب صلوٰۃ اور سلام اکٹھے

ہوں۔ اس سے ان حضرات کی غلط فہمی بھی دُور ہو گئی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ دُرودِ ابراہیمی کے سوا کوئی درود نہیں، حالانکہ صرف درودِ ابراہیمی سے آیۂ کریمہ کے تقاضے پورے نہیں ہوتے ویسے بھی علمِ دین سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ جب کوئی راوی حدیث بیان کرتا ہے تو کہتا ہے: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ درودِ ابراہیمی پڑھنے کی بجائے راوی "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" پڑھتا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم نہیں فرمایا۔

واضح ہوا کہ درودِ ابراہیمی کے سوا بھی کئی دُرود شریف ہیں۔ حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "روح البیان" میں لکھتے ہیں:

اَعْلَمْ اِنَّ الصَّلٰوۃَ مُتَنَوِّعَۃٌ اِلٰی اَرْبَعَۃِ اٰلَافٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِلٰی اِثْنٰی عَشَرَ۔

ترجمہ: درود شریف کی چار ہزار اقسام ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار اقسام ہیں۔

(نوٹ) دیوبندی تبلیغی مکتبِ فکر کے شیخ الحدیث محمد زکریا سہارنپوری نے اپنی کتاب "فضائلِ ذکر" میں تفسیر "روح البیان" کے کئی اقتباسات حضرت علامہ شیخ اسماعیل کے اسمِ گرامی سے منسوب کر کے نقل کیے ہیں۔ گویا کہ یہ تفسیر مستند اور محققانہ ہونے کی وجہ سے مقبولِ عام ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ایک کتابچہ "زاد السّعید فی الصّلٰوۃ علی النّبی الوحید" لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے درودِ ابراہیمی کے سوا اور بھی کئی درود لکھے ہیں اور ہر درود کے الگ الگ فضائل و فوائد لکھے ہیں۔ غلط فہمیاں جب پیدا ہوتی ہیں، تو بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے غور و فکر کیا جائے، تو یہ معاملہ درست ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ درودِ

ابراہیمی کے سوا کوئی درود ہے ہی نہیں۔ دوسری طرف نماز میں خود ہی پڑھتے ہیں؛

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ"

کیا یہ درود نہیں؟ اگر یہ درود ہے تو پھر اپنے دعوے کو اپنے عمل سے خود باطل کر دیا۔

درود و سلام کے لیے وقت کی قید نہیں

اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کا وقت مقرر فرمایا ہے۔ درود و سلام ایک ایسی عبادت ہے کہ جب بجالاؤ، جہاں بجالاؤ، جس طرح بجالاؤ، ہر طرح سے مقبول و محبوب ہے۔

علماء کرام آیۃ اِنَّ اللّٰہَ وملائکتہٗ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درود شریف زندگی میں ایک بار پڑھنا فرض ہے۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر یا سُن کر پڑھنا واجب، قعدۂ اخیرہ میں اور نوافل کے ہر قعدہ میں سنّت اور باقی تمام اوقاتِ جواز میں مستحب ہے۔

(درِ مختار، شامی ج ۱ ص ۵۱۴ تا ص ۵۱۸)

وَمُسْتَحَبَّۃٌ فِیْ کُلِّ اَوْقَاتِ الْاِمْکَانِ۔

ترجمہ: اور تمام اوقاتِ جواز میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

"اوقاتِ امکان" کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛

"ای حیث لا مانع" (یعنی جہاں کوئی مانع نہ ہو)

پھر آپ نے مانع کی تشریح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اوقات ذکر کیے ہیں جن میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؛

(۱) جماع کے وقت (۲) رفع حاجت کے وقت (۳) سامان بیچتے وقت، مال کی عمدگی ظاہر کرنے کے لیے (۴) پھسلتے وقت، (۵) تعجب کے وقت، (۶) ذبح کے وقت (۷) چھینک کے وقت۔

حدیث شریف میں ہے :

کُلُّ شَرْطٍ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ بَاطِلٌ۔

ترجمہ : یعنی جو شرط یا جس بات کی شرط قرآن مجید میں نہ ہو وہ باطل ہے

امام عبدالرؤف مناوی اس کی شرح فیض القدیر میں فرماتے ہیں :

اَیْ فِیْ حُکْمِہٖ (ج ۵، ص ۲۲) یعنی قرآن مجید کے جس حکم میں کسی طرح شرط نہ ہو اس میں شرط کا اضافہ کرنا باطل ہے ۔ دیکھئے قرآن مجید میں درود و سلام کا حکم مطلق اور عام ہے، اس میں کسی قسم کی شرط و قید موجود نہیں ۔ چنانچہ دیوبندی تبلیغی جماعت کے امامِ اعظم مولوی محمد زکریا صاحب سہارنپوری نے فرمایا :

" اور جن اوقات میں پڑھ سکتا ہو، پڑھنا مستحب ہے ۔"

(فضائلِ درود شریف ص ۷۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔

ترجمہ : قیامت میں وہ شخص سب سے زیادہ میرے قریب ہو گا جو مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھتا ہو گا ۔ (ترمذی، ابن حبان)

اس سلسلے میں پیارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیاری حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں اور ایمان تازہ کریں :

قَالَ اُبَیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ قَالَ مَاشِئْتَ ۔ قُلْتُ الرُّبُعَ ۔ قَالَ مَاشِئْتَ قَالَ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرًا قُلْتُ الثُّلُثَیْنِ ۔ قَالَ مَاشِئْتَ وَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرًا ۔ قَالَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ (تفسیر ضیاء القرآن، مشکوٰۃ ص ۸۶ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: "حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ میں اپنے وقت کا کتنا حصہ درود کے لیے مقرر کردوں؟ آپ نے فرمایا جتنا تیرا ارادہ ہو۔ عرض کیا وقت کا چوتھا حصہ مقرر کردوں؟ فرمایا جس قدر تیرا ارادہ ہو اگر اور زیادہ کرے گا، تو تیرے لیے بہتر ہوگا۔ عرض کیا دو تہائی وقت درود شریف کے لیے وقف کردوں۔ فرمایا جس قدر تیرا ارادہ ہو، اگر اور زیادہ کرے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا۔ عرض کیا میں سارا وقت ہی درود شریف کے لیے مقرر کردوں گا۔ فرمایا اس وقت یہ تیری مشکلات کے لیے کافی ہوگا اور تیرے گناہ بخشے جائیں گے۔"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا، بلکہ فرمایا کہ میرا امتی جتنا زیادہ درود شریف پڑھے، اتنا ہی اس کے لیے بہتر ہے۔ آج اگر کوئی شخص یہ فتویٰ دیتا ہے کہ فلاں وقت درود شریف پڑھنا ثواب ہے اور فلاں وقت گناہ۔ وہ گویا حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چیلنج کرتا ہے اور خود شارع شریعت بنتا ہے۔ (استغفر اللہ من ذالک)

حدیثِ مذکورہ کے ذیل میں شیخ محمد بن عبدالکریم سمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فِيهِ اَنَّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْخَيْرِ فِي اَيِّ وَقْتٍ فَلْيَفْعَلْ

ترجمہ: "اس میں اس بات کی ہدایت ہے کہ آدمی کارِ خیر کا جب بھی موقع پائے، اسے انجام دے۔" (جواہر البحار)

نیز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پاک کو وقت کے ساتھ مقیّد نہ کیا۔ اس میں اشارہ ہے کہ درود شریف ہر وقت پڑھا جا سکتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّ كَثْرَةَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَاَکِّدَۃٌ فِیْ کُلِّ حَالَۃٍ ۔

ترجمہ: "جان لے کہ ہر حالت میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تاکید ہے" (جواہر البحار)

قرآن وحدیث کے اسی اطلاق وعموم کا لحاظ کرتے ہوئے علماء کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کو بہر حال اور بہر صورت جائز ومستحب قرار دیا ہے۔

علامہ شامی نے چند مقامات ذکر کیے ہیں جن میں درود شریف پڑھنے کو علماء کرام نے خصوصیت کے ساتھ مستحب کہا ہے جن میں سے ایک وقت اقامت ہے، اسی طرح صبح اور شام کے وقت درود شریف پڑھنا مستحب لکھا ہے۔ چند مواقع ذکر کرنے کے بعد علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَبَیْنَ یَدَیْ سَائِرِ الْاُمُوْرِ الْمُھِمَّۃِ (رد المحتار ج ا ص ۵۱۸)

"اور باقی اہم امور کے شروع میں (درود شریف پڑھنا مستحب ہے)"

درود شریف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ہے، چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ تَعْظِیْمِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مرقاۃ ج ۲، ص ۳۴۴)

ترجمہ: "کیونکہ درود شریف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ہے۔"

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا مطلق حکم قرآن مجید میں ہے:

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ۔ "اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرو۔"

مجمع البحار میں ہے:

تَعْظِیْمُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْقُرُبِ

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہی اعلیٰ درجے کی نیکی ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

كُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا. (ج ۱، ص ۲۸۲)

ترجمہ: "جس کام میں ادب اور تعظیم زیادہ ہو، وہ اچھا ہے۔"

چنانچہ شمس الملّۃ والدّین حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۱ھ)

"القول البدیع" میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

اُحِبُّ كَثْرَةَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ حَالٍ (ص ۱۹۳)

ترجمہ: "میں ہر حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن حکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، پوچھا: "فرمائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" آپ نے فرمایا: رَحِمَنِيْ وَغَفَرَ لِيْ وَزَفَّنِيْ اِلَى الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ وَ نُثِرَ عَلَيَّ كَمَا يُنْثَرُ عَلَى الْعُرُوْسِ۔

ترجمہ: "میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا، مجھے بخش دیا، مجھے دلہن کی طرح آراستہ کر کے جنّت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنّت کے پھول نچھاور کیے گئے جس طرح دلہن پر درہم و دینار نچھاور کیے جاتے ہیں۔"

میں نے اس عزت افزائی کی وجہ پوچھی، تو بتایا گیا کہ "اپنی کتاب "الرسالہ" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے جو درود شریف لکھا ہے، اس کا یہ اجر ہے۔" عبداللہ بن حکم کہتے ہیں، میں نے حضرت امام سے پوچھا: "وہ خاص درود شریف کیا ہے؟" آپ نے بتایا کہ میں نے وہاں یہ درود شریف لکھا ہے:

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

میں بیدار ہوا اور کتاب "الرسالہ" کو دیکھا تو وہاں بعینہٖ اسی طرح درود شریف لکھا

ہوا دیکھا۔ (تفسیر ضیاء القرآن)، کتنا بڑا کرم، اور کتنا بڑا انعام ہے (فالحمد للہ علیٰ ذالک)
اب کسی ایرا غیرا کی کیا مجال ہے کہ درود و سلام کے لیے اپنی طرف سے شرط لگاتا پھرے کہ یہ درود شریف پڑھو اور وہ نہ پڑھو۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا بابرکت اور خیر کثیر والا درود و سلام ہے جس میں صلوٰۃ و سلام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور ارشادِ خداوندی پر پورا پورا عمل ہو جاتا ہے، ایسے درود پاک ہزاروں کی تعداد میں ہیں، لیکن صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، صالحین کرامؒ اور اولیاء عظامؒ و جمہور مسلمانوں نے اس درود پاک کو معمول بنایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور قبل از وصال اور بعد از وصال عرض کیا:

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّتِہٖ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔

ترجمہ: "منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ دربارِ رسالت میں تحیّۃ پیش کرتے ہوئے یوں کہتے: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔"

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاضؒ، ج ۳، ص ۴۵۴)

(۲) علامہ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اِنَّہٗ وَرَدَ فِیْ عِدَّۃِ طُرُقٍ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ اَنَّھُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ۔

ترجمہ: "بے شک طرقِ متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت صلوٰۃ کے الفاظ یوں کہتی تھی:

صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

(زرقانی علی المواہب، ج ۶، ص ۳۳۱)

(۳) حضرت امام فخر الدّین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر لے جانا اور عرض کرنا، یا رسول اللہ! آپ کا یارِ غار ابوبکر صدیقؓ حاضر ہے، چنانچہ آپ کا جنازہ جب روضۂ اقدس پر لایا گیا تو صحابہ کرام نے بایں الفاظ ”السّلام علیک یا رسول اللہ“ عرض کر کے کہا یا رسول اللہ! یہ ابوبکر صدیقؓ دروازے پر حاضر ہیں، فوراً دروازہ کھل گیا اور قبر شریف سے آواز آئی:

اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ دوست کو دوست کے پاس لے آؤ۔“

(تفسیر کبیر، ج ۵ - ص ۴۷۵)

سُبحان اللہ! یہی صلوٰۃ وسلام حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر صبح و شام پڑھا جاتا ہے: ”اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔“

بعض دوست اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہاں صلوٰۃ وسلام پڑھنا شرک ہے، روضۂ انور پر پڑھنا شرک نہیں ہے۔ وہ دوست غور نہیں کرتے کہ شرک تو شرک ہی ہوگا، خواہ وہ کسی مقام پر کیا جائے۔ اگر یہاں بصیغہ خطاب سے شرک لازم ہے تو پھر نماز میں ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ“ بھی بصیغہ خطاب ہی ہے، بقول ان کے پھر تو ہر نمازی مشرک ہوا۔ (العیاذ باللہ)

(۴) حضرت علّامہ مولانا الشّیخ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ”روح البیان“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْلَ اللہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفِیَّ اللہِ ۔۔۔ الخ

آگے لکھتے ہیں:

"اس درود کو صلوٰۃ فتح کہتے ہیں۔ چالیس کلمے ہیں، مبارک دُرود ہے علماء کرام کے نزدیک مشہور ہے جس مقصد کے لیے پڑھا جاتے، حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص چالیس دن صبح کے وقت بعد ادائے فرض اس درود کو پڑھے گا، تو اس کے بستہ کام کھل جائیں گے اور دشمن پر فتح حاصل کرے گا۔ اگر قید میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو رہائی دے گا۔"

(۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بعدہٗ فریضہ نماز بگزارد و چوں سلام وہدیہ اوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہر یک ازاں کلمہ بودہ است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و صفائی آں مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت ہزار و چہار صد ولی نصیب باید۔"

(کتاب انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ ص ۱۲۴)

ترجمہ: "یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے۔ جب سلام پھیرے اورادِ فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جاتے جو کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور ہر ایک ولی کی فتح (لطائف) اس کے ایک ایک کلمہ سے ہوئی جو خشوع و خضوع کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لے۔ اس کی برکت اور صفائی کا مشاہدہ کر لے گا اور چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا۔"

اور اسی کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اورادِ فتحیہ وہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت سیّد علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے، تو وہاں ان کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اورادِ فتحیہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ اس اورادِ فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ"

(۶) حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ جن کی تصانیف ہر مکتبِ فکر کے مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہیں، اپنی مشہور کتاب "بوستان" میں فرماتے ہیں:

چہ وصفت کند سعدیؒ ناتمام

علیک الصلوٰۃ اے نبیؐ والسلام

ترجمہ: "عاجز سعدیؒ آپ کی کیا تعریف کرے، آپ پر اے نبی اکرمؐ درود و سلام ہو"

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۷) علامہ ابن قیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، جنہیں دیوبندی وہابی لوگ اپنا مقتداء و امام مانتے ہیں۔ اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرتسر ص ۳۶۰ پر فرماتے ہیں:

یہی واقعہ تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے "فضائلِ دُرود شریف" میں بھی نقل کیا ہے:

"ابو بکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا، تو حضرت شبلی تشریف لائے۔ ابو بکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کو سینے سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، تو میں نے عرض کیا اے میرے آقا! آپ نے شبلی کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے، حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصوّر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے، جیسا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شبلی آئے اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے بعد پڑھتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ ..... آخر سورۃ تک اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" اس وجہ سے ہم نے اس پر یہ شفقت فرمائی۔

(۸) دیوبندی مکتبِ فکر کی تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری اپنے تبلیغی نصاب کی کتاب "فضائلِ دُرود شریف" صـ ۲۸ پر لکھتے ہیں:

"بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

اسی طرح آخر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھا دیا جائے، تو زیادہ بہتر ہے۔"

(۹) دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" ص ۶۵ پر تحریر کرتے ہیں:

"وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب سے کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں، حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ ندا کیوں نہ ہو، مستحب و مستحسن جانتے ہیں، اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔"

(۱۰) دیوبندی بیمارانِ اُمت کے حکیم مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ایک کتاب "امداد المشتاق" میں جمع کیے ہیں۔ یہ وہی حاجی صاحب ہیں، جن کے متعلق بانی دیوبندیت مولوی قاسم نانوتوی صاحب علیہ ما علیہ نے کہا تھا: "وہ عالم کیا؛ عالم گر ہیں"

بہر حال بیمارانِ دیوبند کے حکیم الامت "امداد المشتاق ص ۵۹ پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بصیغہ ندا میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ عالم امر مقید بجہت و طرف قرب و بُعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔"

(۱۱) یہی حکیم الامت صاحب اپنی کتاب "شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ" ص ۱۸ پر لکھتے ہیں:

"یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔"

(۱۲) دُنیائے دیوبند کے قبلہ وکعبہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی علیہ الرحمۃ

جن کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے "امداد المشتاق" میں لکھا:

"وہ اس زمانہ میں اللہ کی حجّت ہیں۔"

اپنی کتاب "ضیاء القلوب" صـ ۸۳ پر فرماتے ہیں:

"جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ مبارک کا شوق ہو وہ عشاء

کی نماز کے بعد پاک وصاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منوّرہ

کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بارگاہِ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہٖ وبارک وسلم

کے جمالِ مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خیالات و وساوس

سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی سفید کپڑے

پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح جلوہ افروز ہیں،

اور دائیں طرف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

اور بائیں طرف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اور دل پر، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔

کی ضربیں لگائے اور جس قدر ہو سکے اس درود شریف کو پے در پے پڑھے۔

انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔"

(۱۳) دیوبندیوں کے قطب العالم مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے "فتاویٰ رشیدیہ"

میں تحریر کرتے ہیں:

"صلوٰۃ وسلام بصیغہ (یا)، ندا محبّت وشوق کی صورت میں جائز ہے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مذکورہ بالا گفتگو سے مندرجہ ذیل مسائل نکھر کر آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ اللہ کرے ہر مسلمان کلمہ گو کے دل میں اتر جائیں، دل و جان سے قبول کر لے اور نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنا لے، آمین۔

(۱) دُرود و سلام اللہ تعالیٰ کا عمل، ملائکہ کا معمول اور خصوصاً ایمان والوں کو پڑھنے کا حکم ہے۔

(۲) صلوٰۃ کے ساتھ سلام ضروری ہے۔

(۳) دُرود شریف کی کئی اقسام ہیں۔ ہر قسم کا درود شریف ہر وقت پڑھنا جائز ہے سوائے دُرودِ ابراہیمی کے، وہ نماز کے لیے مختص ہے۔

(۴) اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنا، ملائکہ مقربین، صحابہ کرامؓ، سلف صالحینؒ، بزرگانِ دین و ملّت کا معمول ہے۔ رضائے الٰہی اور دولتِ دیدارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اسے شرک یا ناجائز کہنا پرلے درجے کی حماقت، منافقت اور بے ایمانی ہے۔ ناجائز کہنے والا ملّتِ اسلامیہ کا بدترین دشمن، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والا اور خبثِ باطنی کا مریض ہے۔ ایسے شخص سے گفتگو، میل ملاپ دین و ایمان کا خسارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے پیارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے سے روکنے والے انسان نما شیطانوں سے محفوظ و مامون رکھے (آمین ثم آمین)

برادرانِ اسلام! موجودہ دور میں دین و ایمان کا تحفظ از حد مشکل ہو گیا ہے۔ بقول حضرت حکیم الامّت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ ؎

اگر دنیا میں رہنا ہے، تو کچھ پہچان پیدا کر
لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں

اب چند ضروری شرعی قاعدے عرض کیے جاتے ہیں، انہیں ذہن نشین کر لیجیے

انشاء اللہ العزیز ہر قسم کے اعتراضات چھٹ جائیں گے۔

بفضلہٖ وبعونہٖ تعالیٰ وبرحمتہٖ وبوسیلۃ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ **قاعدہ شرعیہ:** جس چیز کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہ ہو، وہ جائز ہوتی ہے، کیونکہ اصلِ اشیاء اباحت وجواز ہے، لہٰذا کسی چیز کے مباح وجائز ہونے کے لیے اس قدر کافی ہے کہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ جواز کی دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ قاعدہ معلوم ہو تو اس سے بے شمار مسائل از خود حل ہو جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کوئی بد باطن آپ سے کہے کہ اذان سے قبل یا بعد درود وسلام پڑھنے کا ثبوت دو، تو آپ اس انسان نما شیطان سے کہیں کہ تم اذان سے قبل یا بعد درود وسلام سے منع کی دلیل اور ثبوت پیش کرو۔ انشاء اللہ العزیز قیامت تک پیش کر سکیں گے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: "یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔ اور حرام وہ ہے جسے اللہ جل شانہٗ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس کا کچھ ذکر نہ کیا، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف ہے۔"

حضرت امام علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ "حدیقہ شریف" میں فرماتے ہیں:

فَکُلُّ شَیْءٍ لَمْ یَدُلَّ الدَّلِیْلُ عَلٰی حُرْمَتِهٖ فَهُوَ مُبَاحٌ اَلْاَصْلِ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ (ج ۲، ص ۳۵۵)

ترجمہ: "جس چیز کی حرمت وممانعت کی کوئی دلیل نہ ہو، وہ جائز ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کے اعتبار سے مباح وجائز ہے۔"

فقہ حنفی کی کتاب "ہدایہ" میں ہے:

اَلْاَصْلُ اَلْاِبَاحَۃُ (ج ۲ ص۱۰۷ فی بحث الحداد)

ترجمہ: "ہر شے کی اصل اباحت و جواز ہے۔"

اسی طرح امام علّام زین العابدین بن ابراہیم فقہ حنفی کی کتاب "الاشباہ النظائر" میں فرماتے ہیں:

قَاعِدَۃٌ اَنَّ الْاِبَاحَۃَ اَصْلٌ (ص۶۶، طبع مصر)

ترجمہ: "یہ ایک قاعدہ ہے کہ اباحت و جواز ہر شے کی اصل و بنیاد ہے۔"

اسی طرح سیدالفقہاء المتاخرین علامہ سید محمد امین عابدین ردالمختار شرح الدرالمختار میں فرماتے ہیں: اَلْاَصْلُ اَلْاِبَاحَۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ (ج ۶ ص۴۶۰ فی الاشربۃ)

ترجمہ: "یعنی قول مختار یہی ہے کہ ہر شے کی اصل جواز ہے۔"

خلاصہ یہ کہ کسی بات کے جواز کی نہیں، عدم جواز کی دلیل پوچھی جائے گی۔ عدم جواز کی دلیل نہ ملے تو جواز کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔

(۲) قاعدہ شرعیہ: جس کام کے کرنے کا حکم نہ ہو اور ممانعت کی بھی دلیل نہ ہو، وہ بلا شبہ جائز قرار پاتا ہے۔

سردارِ اہل حدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شیروانی نہیں پہنتے تھے اور پمپ جوتا نہیں پہنتے تھے، اور کوٹ نہیں پہنتے تھے اور بندوق نہیں چلاتے تھے اور پان نہیں کھاتے تھے اور آجکل یہ سب چیزیں استعمال کی جاتی ہیں، اس لیے یہ سب بدعت ہیں، لہٰذا اس کے لیے کیا حکم ہے؟"

مولوی صاحب مذکور نے حسبِ ذیل جواب دیا:

"حدیث میں آیا ہے ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُمْ۔ یعنی جب تک میں تمہیں کسی چیز سے منع نہ کروں، تم اس کو منع مت سمجھا کرو، بلکہ جائز سمجھو۔

اشیاء مذکورہ اس حدیث کے تحت جائز ہیں، کیونکہ ان کے بارے میں ممانعت نہیں آئی۔" (اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۰ شوال ص ۲ ۱۳۶۳ھ)

(۳) قاعدہ شرعیہ: ہر نو ایجاد عمل بدعت نہیں، بلکہ وہ قول، فعل، عمل بدعت ہے، جو شریعتِ مطہرہ کا مقابلہ کرے اور اسی کے ارتکاب سے کوئی سنّتِ مطہرہ مٹ جائے، بلکہ جس عمل سے دین کو فائدہ پہنچے۔ وہ اگرچہ جس زمانہ میں ایجاد ہو تو اس نو ایجاد فعل (بدعت حسنہ) سے ثواب ملتا ہے، جیسے قرآن مجید کے الفاظ پر اعراب لگانا، مدارس قائم کرنا، جلسے کانفرنسیں منعقد کرنا۔ مساجد کے محراب، (بہئیتِ کذائیہ) بدعتِ حسنہ ہے، لیکن اسے نہ حرام کہا جاتا ہے نہ بدعت، بلکہ ہر مسجد میں بنایا جاتا ہے اور بنانا ثواب ہے۔

مزید تحقیق کے لیے کتاب "لَا تَفَرَّقُوْا" کا مطالعہ کیجئے۔

(۴) قاعدہ شرعیہ: دین کو جب بھی ضرورت پڑے، بوجہ ضرورت فعل کا اضافہ جائز ہے۔ خیر القرون میں ہو، یا قرونِ ثلٰثہ کے بعد، مثلاً خیر القرون میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح پر ایک امام کی اقتدا میں قرآن سُننے سنانے کا اہتمام فرمایا۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان کا اضافہ فرمایا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے تدوین ترتیبِ حدیث کے علاوہ مساجد کے محراب بنوائے۔ جیساکہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اور عنقریب بیان ہوگا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسجد نبوی کا محراب نہ تھا، یہ سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز نے بنوایا۔" (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۳۷)

حجّاج بن یوسف نے قرآن پاک کو تیس پاروں پر ۱۱۴ سورتوں کو منقسم کیا۔ صدیوں بعد فقہاء کرام نے تثویب کا اضافہ، نماز میں زبان سے نیّت کرنے کی بدعت نکالی۔

تثویب: "لغت میں بمعنی آواز لوٹانا" (المصباح المنیر للرافعی ج ا صا۴)
"اور شریعت میں اذان دے کر نماز کے لیے دوبارہ اطلاع کرنا"
(عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ لکھنوی، ج ا، ص۴)

حدیث شریف میں آتا ہے:

(۱) کَمَا قَالَ اَبُوْبَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَوَجَدَہٗ نَائِمًا فَکَانَ لَا یَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاہُ بِالصَّلٰوۃِ اَوْحَرَّکَہٗ بِرِجْلِہٖ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: "حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز کے لیے نکلا۔ آپ جس سوتے ہوئے شخص سے گزر فرماتے، تو اسے نماز کے لیے آواز دیتے یا اپنے قدم شریف سے ہلاتے۔"

(۲) اِنَّ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَتَاہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُؤْذِنُہٗ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَقِیْلَ هُوَنَائِمٌ فَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَیْنِ فَاَمَرَنِیْ تَاذِیْنَ الْفَجْرِ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: "حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دے کر دوبارہ اطلاع دینے کیلئے حضور اکرم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ اقدس پر حاضر ہوئے تو آپ کو آرام فرماتے پایا۔ درِ اقدس پر "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" دو بار عرض کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہی الفاظ کو صبح کی نماز میں کہا کرو۔"

(۳) متعدد روایات میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرۂ نبویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام پر حاضر ہو کر اَلصَّلٰوۃُ، اَلصَّلٰوۃُ کہا کرتے تھے۔

(حاشیہ شرح وقایہ از مولانا لکھنوی، مشکوٰۃ شریف ص۶۴)

(۴) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں دوبارہ اطلاع (تثویب)

کا طریقہ رائج ہوا (رواہ فی المؤطا، عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ، ج ۱، ص ۱۵۴)

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اصلی تثویب پر کسی کو کلام نہیں، کیونکہ یہ معمول حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانۂ ظاہری اور عہد خیر القرون کا ہے۔ طرز کی تبدیلی سے اصل مسئلہ کی حقیقت نہیں بدلتی، البتہ اس کے اجراء میں فقہاء کرام کے تین قول ہیں:

(۱) صلوٰۃ فجر کے سوا باقی تمام نمازوں میں مکروہ ہے۔

(۲) وہ حضرات جو دینی مشاغل میں مصروف ہیں، ان کے لیے جائز ہے، عوام کیلئے مکروہ۔

(۳) ہر نماز میں ہر خاص و عام کو دوبارہ اطلاع مستحسن و مستحب ہے، صرف مغرب کی نماز میں بلا ضرورت نہ کہنا چاہیے۔

مزید تحقیق کے لیے مطالعہ فرمائیں:

شرح وقایہ، ج ۱ ص ۱۵۴ - ہدایہ ج ۱ - کنز الدقائق - درِّ مختار - مرقاۃ شرح مشکوٰۃ - کفایہ شرح ہدایہ - نور الایضاح مع مراقی الفلاح، طحاوی طبع مصری - عنایہ شرح ہدایہ - غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی - شامی - عالمگیری - اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ - بحر الرائق - بدائع - ملا مسکین شرح کنز - عینی شرح کنز -

(۵) **قاعدۂ شرعیہ:** جہاں مختلف مذاہبِ باطلہ کا التباس ہو وہاں اپنے شعار کو نمایاں کرو۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں نصرانیوں، یہودیوں سے مسلمانوں کا امتیاز پگڑی وغیرہ سے کرایا۔ پگڑی باندھنا فرضِ عین نہیں، لیکن اپنے امتیازی تشخص کو اُجاگر کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پگڑی اسلام کا شعار بنا دیا۔

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں وضاحت موجود ہے کہ ہندوؤں کی ضد میں گائے کی قربانی کرنا زیادہ ضروری ہے تاکہ اسلام کی شوکت میں اضافہ ہو۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں: یوں تو دہ در دہ حوض کی نسبت نہر سے وضو افضل ہے، لیکن معتزلہ جو مسلمانوں کا ایک گمراہ فرقہ ہے۔ وہ دہ در دہ حوض کے قائل نہیں، اس لیے ان کی تذلیل کے لیے نہر ہوتے ہوئے حنفی کو دہ در دہ حوض سے وضو کرنا افضل ہے۔

اَلتَّوَضُّوءُ مِنَ الْحَوْضِ اَفْضَلُ مِنَ النَّھْرِ رَغْمًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ (در مختار ص۲۳)

ترجمہ: "معتزلہ کی توہین و تذلیل کی غرض سے نہر کی نسبت حوض سے وضو کرنا افضل ہے۔"

اسی طرح علامہ امام ابن الہمام فتح القدیر ج ا ص۸۲ پر فرماتے ہیں:

چونکہ قرون اولیٰ اور اس کے بعد "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ" پڑھنے کا کوئی منکر نہ تھا، اس لیے اس کا اس قدر شدّ و مد کے ساتھ پڑھنے کا مظاہرہ کرنے اور غیر معمولی طور پر اس کی اشاعت و ترویج کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب اس کے منکر، بدباطن، اسلام دشمن، گستاخِ رسول، انگریزوں کے ایجنٹ، ہندوؤں کے کاسہ لیس، اور یہودیوں کے گماشتے پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم صلوٰۃ و سلام ہر وقت پڑھیں بالخصوص جس ہیئت سے روکیں۔ ہم اس ہیئت سے پڑھیں تاکہ شوکتِ اسلام کا بول بالا ہو، اور بدبختوں کا منہ کالا ہو۔

(۶) قاعدہ شرعیہ: جو کام مباح جائز ہو اسے ثواب کی نیت سے کیا جائے، تو وہ مستحب ہو جاتا ہے اور کرنے والے کو اس کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ "الاشباہ والنظائر" میں امام ابن نجیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اَلْاُمُوْرُ بِمَقَاصِدِھَا الذَّبْحُ قَدْ یَکُوْنُ لِاَکْلٍ فَیَکُوْنُ مُبَاحًا اَوْ لِلْاُضْحِیَۃِ فَیَکُوْنَ عِبَادَۃً (ص۲۹)

ترجمہ: "یعنی امور مباحہ کا ان کے مقاصد کے لحاظ سے اعتبار کیا جاتا ہے، مثلاً حلال جانور کا ذبح کرنا خود کھانے کے لیے مباح ہے اور قربانی کی نیت سے عبادت ہو جاتا ہے۔"

جو امور انسان عادت کے طور پر انجام دیتا ہے اور شریعت نے ان کو کرنے اور نہ کرنے میں انسان کو اختیار دیا ہے۔ اگر انہیں کوئی ثواب کی نیت سے انجام دے تو ثواب ہوگا، ورنہ نہیں، یعنی نیت سے ہی وہ عبادت قرار پاتے ہیں، ورنہ عادت کے تحت آکر ثواب کا موجب نہیں بنتے، لیکن جو امور عادت میں نہیں آتے اور نہ ہی عادت کے ساتھ ان کا التباس و اشتباہ ہوتا ہے۔ ان میں نیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ بہر صورت عبادت و ثواب کا موجب ہیں۔

چنانچہ حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں،

جو چیزیں صرف عبادت ہیں اور ان کا عادت سے کوئی التباس و اشتباہ نہیں ہوتا ان کے لیے نیت کی کوئی ضرورت نہیں، وہ بہر صورت باعثِ اجر و ثواب ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان، معرفت، خوف، اُمید خود نیت کو بھی نیت کی ضرورت نہیں۔

اَلْاَذَانُ وَالتِّلَاوَةُ وَالْاَذْكَارُ كُلُّهَا عِبَادَاتٌ تَصِحُّ بِلَانِيَّةٍ اِجْمَاعًا۔ (عُمْدَةُ الْقَارِی ج ۱ ص ۳۱)

ترجمہ: "اذان اور تلاوتِ قرآن اور ذکر اذکار یہ کل عبادات ہیں۔ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ نیت کے بغیر صحیح ہیں۔"

درود شریف بفرمانِ الٰہی صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ذکر و اذکار میں شامل ہے اور ذکر بجائے خود ایک عبادت ہے۔ نیت ہو یا نہ ہو، وہ صحیح ہے اور باعث اجر و ثواب بھی۔

(۷) قاعدہ شرعیہ: بعض لوگوں کو سیاہ قلبی اور کور باطنی کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ اذان کے آگے پیچھے درود شریف پڑھنا اذان میں زیادتی ہے۔ اسے کاش! وہ زیادتی یا کمی بیشی کا مطلب جانتے۔

کمی بیشی اس وقت متصور ہوتی ہے، جبکہ مزید و مزید علیہ (یعنی شیئ اول اور شیئ ثانی)

ہم جنس ہوں، چنانچہ امام اکمل الملۃ والدین امام محمد بن محمود البابرتی متوفی ۷۸۶ھ اپنی مشہور کتاب عنایہ شرح ہدایہ میں ہبہ کی بحث میں فرماتے ہیں:

"کسی شے میں زیادتی اس وقت ہی متصور ہوتی ہے، جبکہ وہ مزید علیہ کی جنس سے ہو۔ اگر کوئی ہبہ مبتدائے کرلے۔ تو نہیں کہا جائے گا کہ اس نے ثمن میں زیادتی کی یا کوئی چیز بیچے تو نہیں کہا جائے گا کہ اس نے ہبہ میں زیادتی کی"

(عنایہ شرح ہدایہ، ص ۴۲۴/۴۲۵)

امام موصوف علیہ الرحمۃ نے ایک قاعدہ شرعیہ بتادیا کہ کسی شے میں زیادتی اس وقت ہی متصور ہوگی۔ جب دونوں چیزیں ہم جنس وہم درجہ ہوں اور اگر دونوں ہم جنس یا ہم درجہ نہیں ہیں۔ ایک چیز کی حیثیت اور ہے، دوسری کی اور ہے یا دونوں چیزیں ہم جنس وہم درجہ نہیں ہیں، تو اس کو زیادتی نہیں کہا جائے گا۔ پھر امام موصوف نے اس کی دو مثالیں دی ہیں تاکہ قاعدہ مذکورہ کی خوب وضاحت ہوجائے۔

اگر ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور اس کی قیمت ادا کرنے کے ساتھ ہی بطور ہدیہ کچھ اور پیسے دیئے، تو اسے قیمت میں زیادتی تصور نہیں کیا جائے گا، کیونکہ مزید و مزید علیہ ہم جنس نہیں ہیں، جبکہ قیمت کی حیثیت ضروری کی تھی اور جو قیمت کے علاوہ دیا ہے اس کی حیثیت غیر ضروری کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ضروری اور غیر ضروری کی دو الگ الگ جنسیں ہیں، لہٰذا اسے زیادتی نہیں کہا جائے گا۔

دوسری مثال یہ کہ ایک شخص نے کسی کو کچھ رقم عطیہ و بخشش کے طور پر دی اور ساتھ ہی ایک چیز بیع میں دے دی، تو اسے ہبہ و بخشش میں زیادتی نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس کے باوجود کہ دونوں رقوم کی عطا ساتھ ساتھ ہے اور درمیان میں کوئی وقفہ فاصل نہیں۔ دونوں ہم جنس نہیں ہیں، کیونکہ ان میں ایک کی حیثیت ضروری کی اور دوسری کی غیر ضروری کی ہے، لہٰذا اسے زیادتی نہیں کہا جائے گا۔

امام علام ملک العلماء علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود علیہ الرحمۃ متوفی ۵۸۷ھ

"بدائع الصنائع" میں فرماتے ہیں:

وَالزِّیَادَۃُ عَلَی الشَّیْئِ لَاتُتَصَوَّرُ اِلَّا مِنْ جِنْسِہٖ فَاَمَّا اِذَا کَانَ غَیْرَہٗ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ قِرَانًا لَازِیَادَۃً۔

ترجمہ: "اور کسی شے میں زیادتی اسی شیئ کی جنس سے ہی متصور ہو سکتی ہے اور اگر غیر جنس ہو تو اسے قران (ملا ہوا) کہا جائے گا، زیادتی یا اضافہ نہیں کہا جائے گا۔"

اس کے بعد امام علام علیہ الرحمۃ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف بن خالد سمتی علیہ الرحمۃ کی عجیب گفتگو نقل کی ہے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ امام یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے شاگردی کا شرف حاصل نہیں کیا تھا:

"جب امام ابو حنیفہؒ نے وتروں کی نماز کو واجب کا درجہ دیا، تو امام یوسفؒ کہنے لگے: "اے ابو حنیفہؒ تم کافر ہو گئے"۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ وتروں کی نماز کو واجب کا درجہ دیتے ہیں، اس سے ان کی مُراد فرض ہے۔ گویا وہ وتروں کو فرض کہتے ہیں، کیونکہ واجب سے فرض بھی مراد ہو سکتا ہے اور واجب بھی۔ اس طرح امام ابو حنیفہؒ اسلام میں پانچوں فرض نمازوں میں اضافہ و زیادتی کر کے ایک اور چھٹی فرض نماز کے قائل ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "کیا مجھ کو تمہارا کافر کہنا مرعوب کرے گا، حالانکہ میں فرض اور واجب میں ایسے فرق مانتا ہوں، جیسے آسمان اور زمین میں فرق ہے"۔ پھر آپ نے فرض اور واجب کے درمیان فرق کو واضح کیا، تو امام یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے معذرت چاہی اور فقہاء بصرہ کے اعیان میں سے ہونے کے باوجود بیٹھ کر امام صاحب سے پڑھنا شروع کر دیا۔" (بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۲۷۱)

اس وضاحت سے ثابت ہوگیا کہ کسی قول یا عمل کو دیکھ کر فوراً فتویٰ لگانے کی بجائے حقیقتِ حال کا جاننا ضروری ہے۔ ملک کے طول وعرض میں واضح کیا جاچکا ہے کہ اذان سے قبل یا بعد درود وسلام اذان میں زیادتی یا اضافہ نہیں۔ اذان اور صلوٰۃ وسلام میں فرق کے ہم قائل ہیں اور درجہ کا بھی فرق ہے۔

(۱) اذان سُنّتِ مؤکدہ ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔

امام ابن الہمام صاحبِ فتح القدیر کا میلان بھی اذان کے واجب ہونے کی طرف ہے۔

(۲) اذان کے الفاظ مقرر ہیں، انہیں چھوڑ کر دوسرے الفاظ سے اذان نہیں دی جاسکتی

(۳) اذان کے اوقات مقرر ہیں۔ یہ وہی اوقات ہیں، جو نمازوں کے اوقات ہیں۔

(۴) اذان کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرکے دی جاتی ہے۔

(۵) اذان دینے والے کو عاقل ہونا چاہیے۔

(۶) اذان کے وقت مؤذن کانوں میں انگلیاں دے کر اذان کہتا ہے۔

(۷) اذان کھڑے ہوکر دی جاتی ہے۔

جبکہ دُرود شریف کا معاملہ ایسا نہیں۔ درود شریف مستحب ہے، اس کے الفاظ مقرر نہیں ہیں۔ جن الفاظ اور جن صیغوں میں چاہیں درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ درود شریف کعبہ معظمہ کی طرف نہیں، جس طرف چاہیں مُنہ کرکے پڑھ سکتے ہیں۔ دُرود شریف پڑھتے وقت کانوں میں انگلیاں نہیں دی جاتیں۔ دُرود شریف بیٹھ کر بھی پڑھتے ہیں۔

جب اذان اور درود شریف میں اس قدر فرق ہے اور یہ فرق ایسے ہی عظیم ہے جیسے آسمان اور زمین کے درمیان فرق ہے۔ پھر یہ فرق اعتقاد سے متعلق ہے، مثلاً کوئی عاقل کعبہ معظمہ کی طرف نماز کے اوقات میں اذان سے قبل کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھے، جب بھی اسے اذان میں زیادتی یا اضافہ نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس کے باوجود

بہ ظاہر صلوٰۃ وسلام اور اذان میں لب ولہجہ، ادائیگی الفاظ اور ہیئت کذائیہ میں جو فرق پایا جاتا ہے۔ ظاہری فصل کے لیے یہی کافی ہے اور اس کے علاوہ اعتقاد کی رُو سے دونوں کے الگ الگ درجہ رکھنے کا فرق ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ: اگر یہ غلط فہمی پیدا ہو جائے کہ اعتقاد تو ایک مخفی چیز ہے کسی کو کیا معلوم کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا اس صلوٰۃ وسلام کو واجب سمجھتا ہے یا مستحب؟

جواباً عرض ہے:

جامع صغیر میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مُسند امام احمد، بیہقی وابوداؤد، ترمذی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ (ج ۱، ص ۱۱۱)

ترجمہ: "بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے" (حدیث)

مُسلمان کے بارے میں بُری بات کا گمان نہیں کرنا چاہیئے۔

اگر یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ یہ جو التزام کر لیا گیا ہے کہ ہر اذان سے قبل درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا کرنے والے اسے واجب یا سنّتِ مؤکدہ سمجھتے ہیں۔ ورنہ ایسا نہ کرتے کبھی ترک کر دیتے، مگر وہ ایسا نہیں کرتے۔

جواباً عرض ہے:

(۱) "اے ایمان والو! اکثر گمانوں سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہیں"۔
(پ ۲۶ سورۃ الحجرات، آیت ۱۱)

(۲) امام سیّدی احمد رزوق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"خبیث گمان صرف خبیث دل میں پیدا ہوتا ہے۔ پاک دلوں میں ناپاک گمان کی گنجائش نہیں ہوتی۔"

(شرح طریقہ محمدیہ حضرت سیدی عبدالغنی نابلسیؒ)

مستحب کو مستحب سمجھنے کے لیے کبھی کبھی اس کا ترک کر دینا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کا مستحب سمجھنا ہی کافی ہے جس کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہے جیسے فرضوں کے آگے پیچھے ہم غیر مؤکدہ سنتیں اور نوافل پڑھتے ہیں اور ہمیشہ پڑھتے ہیں۔ کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہوتا کہ نوافل اور غیر مؤکدہ سنتیں ہمیشہ کیوں پڑھے جاتے ہیں، بلکہ اس سلسلہ میں ہم پڑھنے والے کے اعتقاد کو مدِ نظر رکھتے ہیں اور پڑھنے والے کو کبھی بھی ان کے ترک پر مجبور نہیں کرتے۔

بلکہ حدیث شریف میں مستحب عمل کو دائمی طور پر کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر قرار دیا۔

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ۔

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے، اگرچہ تھوڑا ہو۔" (نسائی شریف، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، امام احمد رحمہم اللہ)

اس سے ثابت ہوا کہ نفلی کام اور مستحب عمل جو ہمیشہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے اور اگر اس میں ناغہ کیا جائے۔ تو اگرچہ اس پر بھی ثواب ہوگا، لیکن اس کی نسبت اسے دائمی طور پر کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی کی شان ہے کہ وہ جس عمل کو ہمیشہ کرتے۔ وہ اس کے واجب ہونے کی دلیل ہوتا۔ اُمتی کی یہ شان نہیں کہ اس کا کسی فعل کا ہمیشہ کرنا، اس کے وجوب کی دلیل ہو یا اعتقادِ وجوب ظاہر کرتا ہو۔ بعض احباب یہ کہہ دیتے ہیں:

"درود شریف اذان سے علیحدہ پڑھا جائے یا کم از کم پانچ منٹ پہلے پڑھ لیا جائے۔ درمیان میں وقفہ دے کر اذان کہیں۔"

وہ حضرات اپنی نافہمی کی بناء پر یہ کہتے ہیں، حالانکہ درود شریف اذان سے علیحدہ ہی پڑھا جاتا ہے۔ اذان کے درمیان نہیں پڑھا جاتا۔ رہا معاملہ وقفہ کا۔

تو یہ تحدید و تعیین کا حق اُن کو کیسے مل گیا؟ یہ شریعتِ مطہرہ کا حق ہے کہ وہ کسی چیز کی حد بتائے۔ یہ امر شرعی ہے۔ اس میں شریعت کی نص یا شریعت کا حوالہ ضروری ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ: بعض دوستوں سے یہ بھی کہتے سُنا گیا:

"فقہ حنفی میں اذان سے قبل صلوٰۃ وغیرہ ثابت نہیں، تو اب غیر مقلدانہ عمل دراصل یہ ثابت کرتا ہے کہ امام اعظمؒ اور صحابہ کرامؓ عشق کی اس منزل سے آشنا نہ تھے، جس سے آج کا عاشق سرشار ہے۔"

افسوس صد افسوس: ان لوگوں پر جو درود شریف کی سُنّت کو طرح طرح کی فریب کاریوں سے مٹانے کے درپے ہیں اور صلوٰۃ وسلام کی مخالفت بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے سر تھوپی جارہی ہے اور یہ کہنا کہ صلوٰۃ وسلام فقہ حنفی میں ثابت نہیں۔ اس کے بارے میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے:

"کسی چیز کا ثبوت نہ ملنا اس کے ممنوع و ناجائز ہونے کی دلیل نہیں، ممنوع و ناجائز ہونے کے لیے دلیلِ شرعی کا وجود ضروری ہے۔"

منکرین صلوٰۃ وسلام عدمِ جواز میں ایک دلیل بھی نہیں لا سکے اور انشاءاللہ نہ قیامت تک لا سکیں گے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

تقلید: صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو غیر مقلدانہ عمل قرار دینا بھی مفہوم تقلید سے جہالت ہے۔ تقلید کا معنی یہ ہے کہ کسی دلیل کے بغیر دوسرے کے قول پر عمل کرنا۔

اَلتَّقْلِيْدُ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ

(مسلم الثبوت ص ۲۸۹، طبع دھلی)

ترجمہ "یعنی تقلید بلا دلیل دوسرے کے قول پر عمل کرنا ہے۔"

اب منکرینِ صلوٰۃ وسلام سے یہ بات پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اذان سے

قبل صلوٰۃ وسلام کی ممانعت کے بارے میں امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ارشاد کس کتاب میں ہے؟ ازراہِ نوازش حوالہ بتایئے، ورنہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر افترا سے توبہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ دین وملّت کے غدّاروں سے بچائے، جو شیرازۂ ملّت بکھیرنے میں مصروف ہیں۔ آمین ثم آمین!

مَنزلِ عشق سے آشنائی: حالات کے بدلنے سے تقاضے بھی بدلتے رہتے ہیں صحابہ کرام وتابعین عظام کے بعد بے شمار اچھّے کام رائج ہوئے اور بزرگانِ دین نے رائج کیے اور بڑے التزام کے ساتھ کرتے رہے۔ کیا صحابہ اور تابعین عشق کی اس منزل سے آشنا نہ تھے جس سے یہ بعد کے محبّانِ دین سرشار تھے۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ قرونِ اُولیٰ کے مسلمان حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یا آپ کے قربِ زمانہ کی وجہ سے آداب و اخلاص سے آراستہ وپیراستہ تھے، اس لیے انہیں ان چیزوں کی ضرورت نہ تھی، لیکن جُوں ہی یہ دُوری ہوئی، اس طرح کے آداب و اخلاص کی کمی آتی گئی جسے بعد کے علماء وفقہاء نے محسوس کرتے ہوئے اس کی تلافی کے لیے کچھ اعمال وآداب اور مستحبات کی ترویج فرمائی اور احادیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اچھّے اچھّے کام رائج کیے، جس پر عمل کرکے ان کے دینی ذوق ومحبّت اور شوق ولگن میں اضافہ ہوا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً۔ الخ

ترجمہ: "جو شخص اسلام میں کوئی اچھّی بات رائج کرے گا، اسے ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اور ثواب بھی ہوگا۔" تا آخر

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔

ترجمہ: "جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا ہے۔"
مثلاً ہدایہ میں ہے کہ حاجی طوافِ وداع کے بعد جب واپس آنے لگے، تو اس کے لیے مستحب ہے کہ:

اَنْ یَّنْصَرِفَ وَھُوَیَمْشِیْ وَرَآءَہٗ وَوَجْھُہٗ اِلَی الْبَیْتِ۔

(ھدایہ ج ۱، ص ۲۳۵)

ترجمہ: "کعبہ معظمہ سے واپس یوں لوٹے کہ اُلٹے پاؤں آئے اور منہ کعبہ معظمہ کی طرف رہے۔"

اُلٹے پاؤں پھرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرونِ اولیٰ کے حضرات سے ثابت نہیں، بلکہ بعد میں علماء وفقہاء نے لوگوں کو اس عمل کی تلقین کی، حالانکہ حج ایک عبادت ہے اور اس کے اعمال وافعال مقرر ہیں جن میں طوافِ کعبہ کے بعد واپس لوٹتے ہوئے اُلٹے پاؤں پھرنا شامل ہی نہیں ہے۔ بعد کے بزرگوں نے جب لوگوں میں غفلت و تساہل دیکھا اور آداب واخلاص کا کچھ فقدان محسوس کیا، تو اس عمل کو رائج کیا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ اسے حج میں زیادتی یا اضافہ تصور نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے حج جیسی عبادت میں خلل ڈالنے کے مترادف سمجھا جائے گا اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ حضرت امام اعظم وصحابہ کرام، عشق وادب کی منزل سے آشنا نہ تھے، جس سے بعد کے فقہاء اور عشاق سرشار ہوئے۔ اسی طرح درِ مختار ص ۱۶۶ طبع دہلی، شامی ص ۵۲۴ ج ۲، اور بحر الرائق ص ۳۷۸ ج ۲ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی علیہ الرحمۃ کو جب اس فعل کی سنّت وعمل اسلاف سے کوئی دلیل نہ ملی اور ممانعت کی بھی کوئی وجہ نہ تھی، تو اس کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وَالْعَادِیَۃُ جَارِیَۃٌ بِہٖ فِیْ تَعْظِیْمِ الْاَکَابِرِ وَالْمُنْکِرُ لِذَالِکَ مُکَابِرٌ

(تبیین الحقائق ص ۳۷ ج ۲)

ترجمہ: "یعنی لوگوں کی عادت جاریہ ہے کہ وہ بزرگوں کے سامنے سے پشت دے کر نہیں پھرتے اور اس کا منکر بے وجہ لڑنے والا ہے۔"

یعنی اگرچہ سنت سے اور قرونِ اُولیٰ سے اس ادب و تعظیم کی کوئی دلیل نہیں ملتی، لیکن اس کے جواز کے لیے اتنا کافی ہے کہ لوگ ایک عرصہ سے ایسا کرتے چلے آرہے ہیں اور اس میں تعظیم و تکریم ہی تو ہے۔ تعظیمِ بزرگان، تعظیم آثار و مقاماتِ مقدسہ مطلوب شرع ہے

فرمانِ خداوندی

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے، تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

ہر اچھے کام کی ابتدا درود شریف سے:

حضور اکرم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلَيَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔

(الجامع الصغیر ص ۹۱، ج ۲)

ترجمہ: "یعنی جس اچھے کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے نہ کی جائے۔ وہ کام برکتوں سے خالی ہے۔"

اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اذان ایک اچھا کام ہے۔ اس حدیث میں کلّ امرٍ کے عموم و استغراق میں اذان بھی آجاتی ہے، لہٰذا اس کی ابتدا بھی درود شریف سے کرنا مستحسن ہے۔ اسی حدیث کے پیش نظر علماء کرام ہمیشہ اپنے مواعظ و اذکار ایسے اچھے کاموں کی ابتداء درود شریف سے کرتے چلے آئے ہیں، چنانچہ

"فیض القدیر شرح جامع صغیر" میں امام عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَوَاتَرَ الْعُلَمَاءُ وَالْوُعَّاظُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ هٰذَا الْاَدَبَ فَحَمِدُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهٖ اَمَامَ كُلِّ عِلْمٍ مُفَادٍ قَبْلَ كُلِّ عِظَةٍ وَتَذْكِرَةٍ (ج ۵، ص ۱۴)

ترجمہ: "یعنی بڑے بڑے علماء مسلسل اس پر عمل پیرا چلے آتے ہیں کہ ہر علم مفاد اور ہر وعظ اور ذکر و تذکیر سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے چلے آئے ہیں۔"

امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۵۵ھ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہر اچھے کام کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف سے کیوں ہونا چاہیے:

وَاَمَّا الصَّلٰوةُ فَلِاَنَّ ذِكْرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْرُوْنٌ بِذِكْرِهٖ تَعَالٰى وَلَقَدْ قَالُوْا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" مَعْنَاهُ ذُكِرْتُ حَيْثُمَا ذُكِرْتُ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱، ص ۱۱)

ترجمہ: "حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اس لیے کہ آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقرون اور ملا ہوا ہے اور علماء نے آیہ کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے معنی میں کہا ہے کہ اے محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا۔"

لہٰذا اس حدیث پاک کی رو سے اذان سے قبل درود شریف پڑھنا بلاشبہ درست اور منشائے الٰہی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے عین مطابق ہوا۔

علمائے کرام نے اس لیے اذان کو بھی ان مواقع میں سے ایک موقع محل

قرار دیا ہے۔ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیہ صلوٰۃ و سلام بھیجنا مستحب ہے، چنانچہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ متوفی سنہ ۵۴۴ھ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

وَمِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ عِنْدَ ذِکْرِہٖ وَسِمَاعِ اِسْمِہٖ اَوْکِتَابِہٖ اَوْعِنْدَ الْاُذَانِ (شفاء شریف ج ۲، ص ۵۲)

"یعنی حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم پر درود شریف بھیجنے کے مقاموں میں سے ایک مقام آپ کے ذکر کرنے یا آپ کے اسم گرامی لینے یا اذان کے وقت۔"

اس میں عِنْدَ الْاُذَانِ، یعنی اذان کے وقت کے جملے پر بار بار غور کیجیے اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چراغ روشن کیجیے۔

اسی عبارت کی شرح کرتے ہوئے حضرت محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

(عِنْدَ الْاَذَانِ) اَیِ الْاِعْلَامُ الشَّامِلُ لِلْاِقَامَۃِ (شرح شفاء ج ۲، ص ۱۱۴)

ترجمہ: "اذان سے مراد اعلام ہے جو اذان شرعی و اقامت دونوں کو شامل ہے۔"

محدث علیہ الرحمۃ نے وضاحت فرمادی کہ صرف اذان کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہی مستحب نہیں، بلکہ اقامت کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے پہلے بھی صلوٰۃ و سلام باعثِ اجر و ثواب ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: بعض لوگ اپنے خبث باطنی کے اظہار، اسلام دشمن طاقتوں کی خوشنودی کے حصول اور ان سے اتحاد مسلم کو پارہ پارہ کرنے کے لیے لئے گئے۔ چندہ کو ہضم کرنے کے لیے یہ واویلا کرتے ہیں:

"اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام بریلویوں کی ایجاد ہے۔"

حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے، امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مؤذن جو سلام پڑھتے ہیں۔ عہدِ نبوی اور زمانۂ خلفاء راشدین میں نہ پڑھا جاتا تھا۔ فرمایا کہ مصر میں روافض کی حکومت کے دوران مؤذن اذان کے بعد خلیفہ اور اس کے وزیروں پر سلام پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حاکم بامر اللہ فوت ہوا اور اس کی بہن تخت نشین ہوئی، تو مؤذن اس حکمران عورت اور اس کی وزیر عورتوں پر سلام بھیجتے تھے۔ جب ملک عادل، سلطان صلاح الدین بن ایوب نے عنانِ حکومت سنبھالی، تو اس بدعت کو ختم کر دیا اور اس بدعت کی بجائے مؤذنوں کو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں اور شہریوں اور دیہاتیوں کے نام اس کا حکم جاری فرمایا۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ آمین!"

(کشف الغمہ ج ۱، ص۷۸)

حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مؤذنوں نے صبح، مغرب اور جمعہ کی اذان کے سوا پنجگانہ نمازوں کی اذانوں کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا جاری کیا۔ صبح اور جمعہ کی اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے اور مغرب کی اذان کے وقت تنگئ وقت کی وجہ سے نہ پڑھتے تھے۔ اس کا آغاز سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب کے زمانہ میں ان کے حکم سے ہوا۔"

(القول البدیع ص ۱۹۲ مطبوعہ مدینہ منورہ)

اس کے بعد امام مذکور علیہ الرحمۃ اس صلوٰۃ وسلام کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَالصَّوَابُ اَنَّهٗ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ يُؤْجَرُ فَاعِلُهٗ بِحُسْنِ نِيَّتِهٖ۔

(القول البدیع ص ۱۹۳ مطبوعہ مدینہ منورہ)

ترجمہ: "اور درست قول یہ ہے کہ یہ اچھا نیا کام ہے، اس کے کرنے والے کو حسنِ نیت کی بناء پر ثواب ملے گا۔"

شامی میں ہے: "بعد میں مغرب کی اذان کے وقت بھی پڑھا جانے لگا"

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

وَالصَّوَابُ مِنَ الْاَقْوَالِ اَنَّھَا بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ (ص۱۱۲)

ترجمہ: "اور درست قول یہ ہے کہ یہ اچھا نیا عمل ہے۔"

شارح جلالین شریف امام سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۰۴ھ جن کی کنیت ابوداؤد اور اسمِ گرامی سلیمان بن عمر بن منصور ہے۔ مصر کے مشہور مفسر فقیہہ اور علامہ ہیں (معجم المؤلفین ج ۴، ص ۲۷۱) اپنی فقہ کی مشہور کتاب "فتوحات الوہاب" میں فرماتے ہیں:

"اور اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کا اہتمام خاص اور التزام کے ساتھ سُلطان صلاح الدین الیوبی بن ایوب کے زمانہ میں ہوا۔ روزانہ مصر و شام میں صبح کی اذان سے قبل کہا جاتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یہ چیز ۷۷۶ھ تک مسلسل اور ہمیشہ رہی۔ اس کے بعد محتسب صلاح الدین برلسی کے حکم سے اس میں صلوٰۃ کا اضافہ کر کے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہا جانے لگا، حتّٰی کہ اسے ہر اذان کے بعد تک کر دیا گیا، جو ہمیشہ سے اب تک چلا آرہا ہے۔" (ج ۱ ص ۳۱۰/۳۱۱)

احباب پر اب یہ بات واضح ہو گئی کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام اگرچہ فی نفسہ ایک مسنون و مستحب چیز تھی، لیکن اس سلسلہ میں خصوصاً اہتمام و التزام کے ساتھ مسلسل صورت سلطانِ اسلام حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کے زمانہ مبارکہ میں ہوئی، جن کی وفات شریفہ ۵۸۹ھ میں ہوئی۔ ان کی سلطنت خلافتِ راشدہ کا بہترین نمونہ تھی۔ علامہ فریدی نے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھا:

"حضرت سلطان کا انتقال ہوا اور انہوں نے اپنے پیچھے اپنی اولاد کے لیے نہ کوئی گھر چھوڑا، نہ باغ، نہ سامان، نہ مکان — صرف سینتالیس ۴۷ درہم اور ایک دینار چھوڑا۔" (دائرہ معارف القرآن العشرین ج ۵، ص ۵۶۱)

مولوی ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب "تاریخ دعوت وعزیمت" میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہت مدح وستائش کی ہے:

(۱) "سلطان صلاح الدین ایوبی کی ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معجزہ اور اسلام کی صداقت وہدایت کی روشن دلیل ہے۔"

(تاریخ دعوت وعزیمت، ج ۱، ص ۲۴۲/۲۴۱)

(۲) "اس وقت سے سلطان صلاح الدین کی زندگی کا مقصد آخر عمر تک اسلام کی نصرت وحمایت ہی رہا۔" (ج ۱، ص ۲۴۳)

(۳) "سلطان نہایت صحیح العقیدہ اور راسخ الاعتقاد مسلمان تھے عقائد میں اہل سنت والجماعت کے مسلک وہم اعتقاد نماز وواجب کے بڑے پابند۔" (ج ۱، ص ۲۵۴)

(۴) "سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت سے اس دور کا خاتمہ ہوا اور دوسرے دور کا آغاز۔ مصر سے شیعیت اور رفض کے آثار مٹنے لگے سنت کو فروغ ہوا، جابجا مدارس قائم ہوئے، جن میں علماء سنت علوم دینیہ کی تعلیم دیتے تھے۔" (ج ۱، ص ۲۶۴)

ایسے عادل ومومن سلطان کا عمل یقیناً لائق تحسین ہی نہیں بلکہ لائق اتباع بھی ہے، كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً الخ

پھر اس زمانہ کے علماء کرام نے اس عمل کے جاری کرانے پر صاد فرمایا تو یقیناً یہ عمل علماء سابقین کے اجماع سے مدلل ومؤید ہوا۔ اس پر اعتراض وانکار سوائے منافقت اور مجادلہ بے جا کے کچھ نہیں۔

مصر میں روافض کی حکومت کا مکمل خاتمہ ۵۶۷ھ میں ہوا۔ اگرچہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا اقتدار شیر کوہ کی وفات کے بعد ۵۶۴ھ میں ہوگیا۔ انہوں نے تمام محکموں کا انتظام خود سنبھال لیا تھا۔ چھٹی صدی ہجری کے نصف آخر میں صلوٰۃ وسلام بوقتِ اذان سلسلہ شروع ہوگیا تھا جو صدیوں تک جاری رہا۔ امام سخاوی، امام شعرانی کے زمانہ میں یہ طریقہ رائج تھا۔ یہ دونوں بزرگ دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ امام سخاوی کی وفات ۹۰۲ھ میں اور امام عبدالوہاب شعرانی کی وفات ۹۷۳ھ میں ہوئی۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی ایک عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ملا علی قاری کے زمانہ میں بھی یہ طریقہ جاری تھا۔ وہ گیارہویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۱۴ھ میں ہوئی۔ اسی طرح علامہ علاؤ الدین حصکفی صاحب درمختار اور ابن عابدین صاحب ردالمحتار کے زمانہ میں بھی یہ عمل جاری تھا جیسا کہ شامی کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

تذکیر: علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دمشق میں باقی نمازوں کی اذانوں کے بعد اور جمعہ کے دن ظہر کی اذان سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے، جسے یہاں کی اصطلاح میں تذکیر کہا جاتا ہے۔

(فتاوی شامی، ج ۲، ص ۳۹۰)

تذکیر کے معنی ہیں یاد دلانا، اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کی بات کو یاد دلانا ہے تاکہ درود شریف کو بھولے ہوئے غافل نہ رہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَقَدْ نَسِيَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔"

اور جمعہ کے روز اذانِ ظہر سے مراد جمعہ کی ہی اذان ہے۔ اسے اذانِ ظہر اس لیے کہا گیا کہ وہی ظہر کا وقت ہے اور ظہر کے ہی وقت میں پڑھا جاتا ہے۔ اس نسبت سے جمعہ کی اذان کو اذانِ ظہر کہہ دیا۔

ایک اہم سوال، ایک اہم جواب

حضرت امام ابن حجر مکیؒ علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ "کیا اذان سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا مسنون و مستحب ہے، جیسا کہ بعد میں مسنون و مستحب ہے؟ کیا اذان سے پہلے ایسا کرنے والے کو منع کیا جائے یا نہ؟" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "مؤذن حضرات صبح و جمعہ کی اذان کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی اذان میں تو اذان کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں، مگر صبح و جمعہ کی اذان سے قبل ہی صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں اور مغرب میں وقت کی تنگی کی وجہ سے زیادہ تر نہیں پڑھتے۔"

(فتاویٰ کبریٰ ج ۱، ص ۱۲۹/ ۱۳۰/ ۱۳۱)

حضرت علامہ موصوف علیہ الرحمۃ اس اہتمام کا پس منظر بیان کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے گزر چکا۔ پھر فرماتے ہیں:

وَجَعَلَ بَدَلَهُ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِعْمَ مَا فَعَلَ فَجَزَاهُ اللّٰهُ (فتاویٰ کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۱)

ترجمہ: "اس کی جگہ اذان سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا (یعنی سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ نے) خدا اسے جزا دے اُس نے کیا ہی اچھا کام کیا۔"

افسوس! اُن نام نہاد مسلمانوں پر جو صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو بُرا بتا کر طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں، حالانکہ اکابرینِ امت حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی

کو اس کارِ خیر پر دُعائے خیر دے رہے ہیں۔

حضرت علاّمہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں:

"اور ہمیں اذان سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو منع کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلّم کہنے سے منع کرنے کی حاجت ہے اور ہمارے ائمہ کرام کے کلام میں بھی اس قسم کے تعرض ومنع کی کوئی بات نظر سے نہیں گزری۔"

(فتاویٰ کبریٰ، ج ا، ص ۱۳۱)

البتہ آخر میں فرماتے ہیں: "اسے پڑھنے والے کو سنّتِ مؤکدہ ہونے کا اعتقاد نہیں کرنا چاہیئے" امام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اگر مؤذن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ دے، تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔"

حالانکہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کہنا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرونِ اُولیٰ سے ثابت نہیں، اس کے باوجود اگر کوئی ایسا کرے اور اسے سنّت یا اذان کا حصّہ تصوّر نہ کرے، ہم اسے منع نہ کریں گے۔

حضرت علاّمہ امام عثمان بن محمد شطا الدمیاطی ثم المکیّ علیہ الرحمۃ اذان واقامت سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا مسنون ومستحب فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ الشَّیْخُ الْکَبِیْرُ الْبَکْرِیُّ اَنَّھَا تُسَنُّ قَبْلَھُمَا (فتح المعین)

ترجمہ: "یعنی شیخ کبیر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ان دونوں سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا مسنون ہے۔"

اس کی شرح اعانۃ الطالبین میں ہے:

اَیْ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔ (ج ا، ص ۲۳۳)

ترجمہ: "اذان واقامت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام

بھیجنا مسنون و مستحب ہے۔"

برادرانِ اسلام ! ماننے والوں کے لیے سب کچھ ہے اور نہ ماننے والے کے لیے .... ع "مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر"

اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام تو صدیوں پہلے مروّج تھا، اسے نجدیوں نے بند کیا، جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام مفتی احمد بن زینی دحلان مکّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ایک مؤذن کو اس لیے قتل کرا دیا تھا کہ وہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھتا تھا۔" (الدّرالسنیہ ص۵۹ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ پشاور)

دیوبندیوں کے شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد مدنی اپنی کتاب "شہاب ثاقب" میں لکھتے ہیں:

"وہابیہ نجدیہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ کو سختی سے منع کرتے ہیں۔ (مزید لکھا) ہمارے علماء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔"

مگر افسوس کہ موجودہ دیوبندی ابن عبدالوہاب کے نقشِ قدم پر چل کر اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام بند کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔

یاد رہے کہ محمّد بن عبدالوہاب نجدی نے وہی کردار ادا کیا جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کیونکہ یہ دونوں انگریز کے ایجنٹ تھے جیسا کہ مسٹر ہمفر برطانوی جاسوس نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوا ع

"کیسے بیاں کروں یہ حکایت دراز ہے"

مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کے کتابچہ "کنزالایمان کے خلاف ایک سازش" کا ایک اقتباس حاضرِ خدمت ہے:

عُلماء دیوبند اور محمّد بن عبدالوھاب نجدی:

(۱) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کہتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف ہیں، وہ مشرک ہیں، اسی بناء پر انہوں نے اہل سنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔"

(التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ المہند ص ۱۳)

نوٹ: اس کتاب پر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن اور امّتِ دیوبندیہ کے حکیم حاذق مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

(۲) مولوی محمد انور شاہ صاحب کاشمیری شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں:

اَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ نَجْدِیُّ فَاِنَّهٗ کَانَ رَجُلًا بَلِیْدًا قَلِیْلَ الْعِلْمِ فَکَانَ یُسَارِعُ اِلَی الْحُکْمِ بِالْکُفْرِ۔"

(مقدمہ فیض الباری شرح بخاری ج ۱، ص ۱۷۱)

ترجمہ "یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا، اس لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے باک نہ تھا۔"

(۳) مولانا حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں:

ا۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم تمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں۔ ان سے قتال کرنا، ان کے اموال کو چھین لینا جائز بلکہ واجب ہے۔

ب۔ زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حاضری آستانہ شریف و ملاحظہ روضۂ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام کہتا ہے۔

ج۔ شانِ نبوّت و رسالت علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ توسل دُعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے:

(نقلِ کفر کفر نہ باشد) "ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔" (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

د۔ وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ وسلام، درود بر خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام قرأت دلائل الخیرات، قصیدہ بُردہ وہمزیہ وغیرہ کو سخت قبیح اور مکروہ جانتے ہیں۔

"الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب) ایک ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔" (الشہاب الثاقب ص ۵۰ تا ۵۲)

نوٹ: مولوی حسین احمد مدنی صاحب کی وفات پر اکابر علماء اہل حدیث نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔ مولوی سید محمد داؤد غزنوی، مولوی محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ اور مولوی محمد صدیق لائل پوری نے غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی اور تعزیت کی قرار دادیں پاس کیں۔

مولوی حسین احمد مدنی مزید لکھتے ہیں:

"وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالت جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ ناشائستہ اور خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اسی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت وجماعت کے مخالف ہو گئے، چنانچہ غیر مقلدینِ ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔

وہابیہ نجد اگرچہ بوقتِ اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا کرتے ہیں، لیکن عملدر آمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے، بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کی مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ و بے ادبانہ

معمول ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۶۳/۶۲ مطبوعہ دیوبند)

"وہابیہ نجدیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں، بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین متصّف بالحیٰوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مومنین کا ہے، وہ ہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں۔ جنہوں نے دیارِ نجد و عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو۔ یہ لوگ مسجد نبوی شریف میں آتے ہیں، تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام و دُعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ انہی افعالِ خبیثہ و اقوالِ واہیہ کی وجہ سے اہلِ عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے۔"

(الشہاب الثاقب ص ۶۶/۶۵)

ان کے عقائدِ فاسدہ کا جائزہ لیں، تو ایمان دار ان کی بے غیرتی اور اسلام دشمنی کا ماتم کرے، ملاحظہ ہو۔

وہابیہ نجدیہ کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی رسوائے زمانہ تصنیف "کتاب التوحید" میں لکھا ہے:

(۱) "سرورِ کائنات علیہ السّلام کو پُکارنا، شفیع المذنبین سمجھنا، ختم پڑھنا، صورتِ مبارکہ اور قبر شریف کا تصوّر کرنا، حاجت روا، صاحبِ تصرّف، مختارِ جُملہ صفات کو باذن اللہ تعالیٰ بعطاءِ الٰہی ماننا شرک ہے اور شرک بھی ابوجہل جیسا۔" (کتاب التوحید، ص ۱۲۵)

(۲) "شافع محشر علیہ التحیۃ والثناء سے استغاثہ طلب کرنا شیطانی فعل ہے اور یہ شرک ہے۔" (الدرالنضید ص ۲/۶۰ و کشف الشبہات ص ۲۴)

(۳) "رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک ہے۔" (الدر النضید ص ۳۶/۵۱)

(۴) "نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔" (تقویت الایمان ص ۶۱)

(۵) "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے والا بدعتی اور گنہ گار ہے۔" (اہل حدیث امرتسر ۸ر اکتوبر ۱۹۱۵ء ص ۱۲)

(۶) "نماز میں شیخ یا اس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت یعنی خیال کو لگا دینا، اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہو جانے سے برا ہے۔" (صراطِ مستقیم، فارسی ص ۸۶)

(۷) "آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی تعظیم کرنا کفر و شرک ہے۔" (الدر النضید ص ۵۹)

(۸) "صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بت ہے۔" (الدر النضید ص ۱۷، ۵۹، ۶۲)

(۹) "نقشبندی، سہروردی، قادری اور چشتی کہلانا بدعاتِ کفریہ ہیں۔" (تذکیر الاخوان ص ۵)

(۱۰) "اللہ چاہے تو کروڑوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے پیدا کر سکتا ہے۔" (تقویت الایمان ص ۱۶)

نجدی انقلاب کی خونچکانیاں۔ تاریخی حقائق

(۱) "جس وقت ۱۸۰۳ء میں سعود ابن عبدالعزیز فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تا آنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیے گئے۔ کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ مجاور قتل کر دیئے گئے اور حرم کے غلاف پھاڑ دیئے گئے۔"

(سوانح سلطان ابن سعود ص۴۸ از سردار محمد حسنی، محمد بن عبدالوہاب نجدی، از مسعود عالم ندوی، ص۷۳)

(۲) "محمد بن عبدالوہاب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مرسلین و اولیاء کی شان میں تنقیص کی اور ان کی قبریں کھود ڈالیں۔"

(الدرالسنیہ ص۵۹)

(۳) "بہت سے علماء، وصالحین اور عوام مصلحین کو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس بات پر قتل کر دیا کہ انہوں نے اس کی بدعت (نجدیت وہابیت) کی موافقت نہیں کی۔" (الدرالسنیہ ص۵۳)

(۴) "۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعود کے قبضہ میں آگیا۔ مدینہ لے کر اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اس نے اور مقبروں سے گزر کر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بھی نہ چھوڑا اور اس چادر کو اٹھا دیا، جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی تھی۔"

(حیاتِ طیبہ از مرزا حیرت دہلوی ص۲۵۹)

(۵) "۱۲۱۶ھ میں سعود ابن عبدالعزیز نجدی تمام نجد جنوب حجاز اور تہامہ سے ایک لشکرِ جرار لے کر کربلا کے ارادہ سے چلا اور بلدۃ الحسین کے باشندوں پر حملہ کیا۔ ان پر دھاوا بول دیا۔ اس کی دیواروں پر چڑھ گئے۔ اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کر دیا اور ہر اس قبہ کو جو اُن کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گیا تھا، منہدم کر دیا۔ قبہ اور اس کے آس پاس کے چڑھاوے اور تمام چیزیں لے لیں۔ قبہ زمرد، یاقوت اور جواہر سے مرصع تھا اور اس کے علاوہ دو ہزار آدمی قتل کیے گئے۔"

(سوانح سلطان ابن سعود صـ ۸۴/۴۴ محمد عبدالوہاب صـ ٦۹

عثمان بن بشیر، عنوان المجد فی تاریخ نجد، مطبوعہ مکہ مکرمہ صـ ۱۲۱)

(٦) "شیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جبلیلہ پہنچے اور قبۂ زید بن خطاب جس کی لوگ پرستش کر کے گمراہ ہوتے جا رہے تھے بذاتِ خود کدال لے کر ڈھا دیا۔" (اہل حدیث ۲۲ جولائی ۱۹۷٦ء صـ ۷)

(نجدی زیارت قبور کو پرستش اور ایصالِ ثواب کو شرک کہتے ہیں)

(۷) "اور تجھے معلوم ہو گیا کہ ربوبیت کی توحید کے اقرار نے انہیں اسلام میں داخل نہیں کیا ـــــــ ان کا فرشتوں، انبیاء اور اولیاء کا قصد کرنا۔ ان کی شفاعت کا ارادہ کرنا اور اسے اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ جاننا ہی وہ سبب ہے۔ جس نے ان کے قتل کرنے اور ان کے مال لوٹنے کو جائز قرار دیا ہے۔"

(کشف الشبہات، مطبوعہ ریاض صـ ۲۰-۲۱)

(۸) "اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کافر اپنے معبودوں سے طلب کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع و ضرر دینے والا ہے اور تدبیر فرمانے والا ہے۔ صالحین کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں صالحین کا اس لیے قصد کرتا ہوں کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعینہٖ یہی کافر کہتے ہیں۔"

(کشف الشبہات صـ ۳۳)

برادرانِ دین و ملت! آپ نے مذکورہ بالا حوالہ جات کا بغور مطالعہ فرمایا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلام کے عظیم الشان قلعہ میں دراڑیں ڈالنے کے لیے اسلام دشمن لوگوں نے کیسے کیسے روپ دھارے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ وسلام

از حضرت علامہ شیخ الحدیث محمد اللہ بخش صاحب سیالوی

(۱) آذان کے بعد دُعا وسیلہ اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے۔ مسلم شریف ج ۱، باب الآذان میں ہے: حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ جب مؤذن سے اذان سنو، تو تم بھی اس کی مثل کلمات کہو جیسے وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر صلوٰۃ پڑھو۔ پس تحقیق جو شخص ایک دفعہ مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ پس تحقیق جنت میں ایک مرتبہ ہے، میں امید کرتا ہوں کہ وہ مرتبہ میرا ہی ہے۔ پس جس شخص نے سوال کیا وسیلہ کا۔ اس کے لیے شفاعت حلال ہوئی، یعنی ثابت ہوئی۔

(مسلم شریف ج ۱، باب الآذان۔ مشکوٰۃ شریف باب الاذان ص ۶۴-۶۵)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھو۔

(۲) اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا ایک دوسری حدیث سے استدلالاً ثابت ہوتا ہے، ابوداؤد شریف میں ہے: عروہ بن زبیر بنی نجار کی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں کہ بنی نجار کی عورت کہتی ہے مسجد نبوی کے اردگرد مکانوں میں سے سب سے اونچا میرا مکان تھا، اور حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس مکان پر چڑھ کر اذان دیتے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت اس عورت کے مکان پر تشریف لاتے، تو فجر کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔

جب فجر ہو جاتی، تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَحۡمَدُكَ وَاَسۡتَعِیۡنُكَ عَلٰی قُرَیۡشٍ اَنۡ یُّقِیۡمُوۡا دِیۡنَكَ۔

یعنی اے اللہ تبارک و تعالیٰ! میں تیری حمد کرتا ہوں اور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ قریش تیرے دین کو قائم کریں۔"

بنی نجار کی وہ صحابیہ عورت کہتی ہے کہ "مجھے اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمات کسی رات میں چھوڑے ہوں۔"

(ابو داؤد شریف، باب الاذان، ج ۱، صـ ۵۵)

اس حدیث پاک سے اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام استدلالاً اس طرح ثابت ہوا کہ جب قریش کے لیے اذان سے پہلے دُعا مانگ سکتے ہیں، تو صلوٰۃ وسلام اذان سے پہلے کیوں نہیں پڑھ سکتے؟ صلوٰۃ وسلام حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دُعا ہے، کیونکہ صلوٰۃ کی نسبت بندہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنیٰ دُعا ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری دُعا کے محتاج نہیں، بلکہ ہم اپنے نفع اور فائدہ کے لیے دُعا مانگتے ہیں جیسے کہ ایک گداگر کسی امیر کے دروازے پر جاکر امیر کو دعائیں دیتا ہے تاکہ گداگر کو بھیک اچھی مل جائے۔ ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس کے گداگر ہیں، بلکہ ساری کائنات کو اسی کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس سے ملتا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِی۔

یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور صرف میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں"۔

(بخاری شریف ج ۱، صـ ۱۶، مطبوعہ مصر)

مسلم شریف والی حدیث سے اذان کے بعد صلوٰۃ صراحتاً بحکم نبوی ثابت ہوا۔ اور ابوداؤد شریف والی حدیث سے استدلالاً اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام ثابت ہوا، بلکہ قرآن مجید میں صلوٰۃ وسلام کا مطلقاً حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

"یعنی اے ایمان والو! غیب کی خبریں دینے والے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صلوٰۃ پڑھو، اور خوب سلام پڑھو ـــــــ صَلُّوا صلوٰۃ سے مشتق ہے اور سَلِّمُوا سلام سے مشتق ہے۔ امتثالِ حکم یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل مکمّل طور پر اس وقت ہوتا ہے جب اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھا جائے، اسی لیے اصول فقہ کی منتہی کتاب "تلویح" میں علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھنے میں امتثالِ حکم نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم میرے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود وسلام بھیجو۔ ہم کہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ . . . . یعنی اے اللہ! تو اپنے محبوبِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صلوٰۃ بھیج ـــ یہ تو ایسے ہوا جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو حکم دے کہ اے غلام! فلاں کام کر۔ وہ غلام جواب میں کہے: تو کر۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنے سے مکمّل طور پر آیت پر عمل ہے، کیونکہ اس کا معنی ہے اے اللہ کے رسول آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے عمل مقبول ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: صلوٰۃ وسلام ہر عمل کے پہلے اور بعد میں ایسے ہے جیسے پرندے کے دو پر ہوتے ہیں ـــــــ یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا: "اے ایمان والو! میرے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صلوٰۃ وسلام پڑھو" ـــــ جو لوگ منع کرتے ہیں، وہ مطلق کو مقیّد کرتے ہیں، حالانکہ مطلق اپنے اطلاق پر ہوتا ہے اور اطلاق عموم پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں ہے: وَاِطْلَاقُ الْوَصْفِ لِلْاِشَارَۃِ اِلَی الْعُمُوْمِ۔ "یعنی وصف کا مطلق ہونا عموم کی طرف اشارہ کے لیے ہوتا ہے"۔ (روح المعانی ج ۱، ص ۱۴۵)

جیسے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا۔ یعنی کھاؤ اور پیو۔ لہٰذا جب بھی کوئی حلال روزی

کھائے جائز ہے، اسی طرح صلوٰۃ وسلام جس وقت بھی کوئی پڑھے، مستحب ہے جیسا کہ

درمختار اور شامی ج ۱ ص ۵۱۴ پر ہے: وَمُسْتَحَبَّةٌ فِي كُلِّ أَوْقَاتِ الْإِمْكَانِ۔

"یعنی تمام اوقاتِ جواز میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔" اوقاتِ امکان اور اوقاتِ

جواز کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

أَيْ حَيْثُ لَا مَانِعَ یعنی جہاں کوئی مانع ہو۔

مندرجہ ذیل اوقات میں جو ذکر کیے ہیں، درود شریف پڑھنا مکروہ ہے:

۱- جماع کے وقت، ۲- رفع حاجت کے وقت، ۳- سامان بیچتے وقت،

مال کی عمدگی ظاہر کرنے کے لیے، ۴- پھسلتے وقت، ۵- تعجب کے وقت،

۶- ذبح کے وقت، ۷- چھینک کے وقت۔

یہ سات اوقاتِ مکروہہ ہیں۔ اذان اوقاتِ مکروہہ میں سے نہیں ہے، لہٰذا

اذان سے پہلے یا بعد، صلوٰۃ وسلام سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، جبکہ منع کرنے

والوں کے پاس کوئی دلیل صراحۃً موجود نہیں ہے۔ یہ وجہ بھی ہے جو کہ درج بالا سے

مستنبط ہے کہ جب ممانعت کی دلیل نہ ہو تو ہر شے میں اصل اباحت یعنی جواز ہے۔

(شامی ج ۱، ص ۴۷)

بلکہ حدیث شریف سے ہر شئے میں اصل اباحت ثابت ہے جیسا کہ جامع ترمذی، سنن

ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

فِي كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ۔

"یعنی حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو اللہ نے اپنی

کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا ذکر نہ فرمایا، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف ہے۔"

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں اباحت ہے۔ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

"وایں دلیل است برآنکہ اصل در اشیاء اباحت است"

یعنی یہ اس پر دلیل ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے۔

اس لیے صلوٰۃ وسلام کو ناجائز کہنے والوں پر واجب ہے کہ اپنے اس دعوٰی پر دلیل قائم کریں، جبکہ جائز کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں۔

یہ وجہ بھی ہے کہ مطلقاً صلوٰۃ وسلام پڑھنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سُنّت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور قبل ازوصال اور بعد از وصال اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کیا۔ جیسا کہ علامہ خفاجی علیہ الرحمہ نے نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں لکھا ہے:

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّتِہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج ۳ صـ۴۵۴)

یعنی منقول ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان دربارِ رسالت میں تحیّۃ پیش کرتے ہوئے عرض کرتے: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ـــــ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول تھا کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علیک یا رسول اللہ پڑھتے صلوٰۃ وسلام پڑھنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ مطلقاً بغیر کسی قید کے جب مطلقاً ثابت ہوگیا تو اذان سے پہلے اور بعد بھی ثابت ہوگیا۔

اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کیلئے محدّثین کی تصریح :

شفاء شریف میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں : مِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الْاَذَانِ۔ یعنی صلوٰۃ وسلام کی جگہوں میں سے اذان کا وقت بھی ہے (شفاء شریف صـ۵۲ فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس کی شرح میں ملّا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : اَیِ الْاِعْلَامُ الشَّامِلُ الْاِقَامَۃِ ۔ یعنی اذان سے مراد عام اعلان نماز ہے، جو کہ تکبیر کو بھی شامل ہے (یعنی تکبیر کے وقت بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے۔ (شرح شفاء لعلی قاریؒ ج ۲ ص ۱۱۴)

نسیم الریاض شرح شفاء میں علامہ خفاجی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے : مِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الْاَذَانِ اَیْ بَعْدَہٗ وَھُوَ مُسْتَحَبٌّ لِلْمُؤَذِّنِ وَسَامِعِہٖ وَتُسْتَحَبُّ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ اَیْضًا بَعْدَ الْاِقَامَۃِ ۔

یعنی اذان کے بعد مؤذن کیلئے اور اذان سننے والے کیلئے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے، اور تکبیر کے بعد بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفاء ج ۳ ص ۵۰۹)

فائدہ : نسیم الریاض اور شفاء شریف سے ثابت ہوا کہ تکبیر کے بعد بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے۔ ضمناً تکبیر سے پہلے بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا ثابت ہوا۔ وہ اس طرح کہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے اور اذان تکبیر سے پہلے ہوتی ہے۔ جب تکبیر سے پہلے اور بعد بھی صلوٰۃ وسلام مستحب ثابت ہوا، تو اذان سے پہلے بطریقِ اَولیٰ استحباب ہوگا، کیونکہ اذان سے پہلے ترسُّل ہے، یعنی کلمات کو جُدا جُدا کر کے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا ہے اور تکبیر حدر ہے۔ یعنی کلمات کو جلدی سے بغیر فاصلہ اور جُدا کیے پڑھنا ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے : اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ ۔ یعنی جب تو اذان دے تو ترسّل کر اور جب اقامت کہے تو حدر کر۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۷۲)

خلاصہ یہ کہ اذان اور تکبیر میں ترسّل اور حدر والا فرق ہے، تو جب تکبیر سے پہلے اور بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے، تو اذان سے پہلے بھی بطریقِ اُولیٰ صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہوگا، کیونکہ اذان اور تکبیر کے درمیان مابہ الامتیاز کوئی شے نہیں سوا ترسّل اور حدر کے۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کا استحباب عبارۃ النص سے

یعنی صراحۃً ثابت ہوا اور اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا استحباب دلالۃ النص سے ثابت ہوا، یعنی بطریقِ اولیٰ سے اور اصولِ فقہ کی کتابوں میں یہ مذکور ہے جیسے عبارۃ النص قطعی ہے۔ ایسے ہی دلالۃ النص بھی قطعی ہے اور نسیم الرّیاض کی عبارت سے اشارۃً یہ بھی ثابت ہوا کہ امام کو مکبّر کی تکبیر سُننے کے بعد کلمہ شریف اور صلوٰۃ وسلام پڑھ کر نیّت کرنی چاہیے۔ اسی لیے بعض کتابوں میں جو یہ مذکور ہے کہ مکبّر جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے، اُس وقت امام نیّت کرے اور تکبیر تحریمہ اقامت کے ختم ہونے سے پہلے کہہ دے یہ غلط ہے۔

فارسی میں فقہ کی ابتدائی مشہور کتاب "مالابُدمنہ" کے حاشیہ پر ہے کہ کلمہ شریف کے بعد نیّت کرے، کیونکہ کلمہ پڑھنا فرض ہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھ کر شروع کرنا "نسیم الریاض" کی عبارت سے ثابت ہوا۔ فافہم۔

اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ثبوت فقہاء کرام کی عبارات سے بھی استدلالاً ہوتا ہے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

والمتأخرون استحسنوہ فی الصلوات کلّھا۔

"یعنی متاخرین نے تمام نمازوں میں تثویب کو مستحسن اور مستحب کہا ہے۔" (ہدایہ ج ۱ ص ۷۲)

تثویب کا لغوی معنیٰ ہے آواز لوٹانا۔ (المصباح المنیر للرافعی ج ۱، ص ۱۲۱)

شریعت میں اذان دے کر نماز کے لیے دوبارہ اطلاع کرنا۔

(عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ لکھنوی ج ۱، ص ۱۲۴)

اور تثویب کے متعلق ہدایہ میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے — آپ فرماتے ہیں: لَا اَرٰی بَاسًا اَنْ یَّقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ لِلْاَمِیْرِ فِی الصَّلَوَاتِ کُلِّھَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ (ھدایہ ج ۱، ص ۷۲)

"یعنی اس میں کوئی حرج نہیں، جو مؤذن امیر کے لیے تمام نمازوں میں کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے یہ ثابت ہوا کہ مؤذن اذان کے بعد امیر پر سلام بھیج سکتا ہے۔ جب مؤذن، امیر یعنی بادشاہ پر اذان کے بعد سلام بھیج سکتا ہے بلکہ بادشاہ پر سلام بھیجنا بقولِ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مُستحب ہے، تو حضور آقائے نامدار، فخرِ دو عالم شفیعِ اعظم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر سلام بھیجنا کیسے مُستحب نہ ہوگا؛ اذان کے بعد آقائے دو عالم محبوبِ کبریا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر سلام بھیجنا بطریقِ اولیٰ مستحب ہوگا، بلکہ اعظم المستحبّات میں سے ہوگا۔

دوسری عبادتیں نماز، روزہ، حج وغیرہ حضور اکرم نبیِ محتشم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے افعال ہیں۔ اسی لیے ان کے اوقات مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فعل قیودات سے ماوری ہے۔ حضور نبی اکرم، رحمتِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کے افعال یعنی عبادات وقت کے ساتھ مقیّد ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جیسے تمام سے، ارفع و اعلیٰ ہے، ایسے ہی اُس کا فعل صلوٰۃ وسلام تمام عبادتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ مقیّد نہیں، اُس کا فعل صلوٰۃ وسلام بھی مقیّد نہیں۔ رات کو پڑھیں، دن کو پڑھیں، آہستہ پڑھیں یا بلند آواز سے پڑھیں، کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر پڑھیں، سب صورتوں میں جائز ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ کبریا میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صلوٰۃ وسلام کثرت سے پڑھنے کی توفیق اور حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبت عطا فرمائے اور میری معروضات کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے، ذریعہ نجات و ہدایت بنائے۔ آمین ثم آمین!

ملنے کا پتہ:	شوکت علی اسد سیالوی، مکان نمبر 6/8 اقبال بازار، کمالیہ
	محمد صادق سیالوی، جامع مسجد محمدی محلہ شیخاں والا کمالیہ
	ضلع دار السلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

دعوتِ فکر و عمل

(۱) ہر وقت اپنے آپ کو مسلمان سمجھیے اور ہر لمحہ اپنے آپ کو مسلمان رکھنے کی فکر میں رہیں۔

(۲) فریضۂ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام تر آداب سے ادا کیجیے۔ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائی کے برابر نہیں ہے۔ درود پاک اور استغفار کی کثرت کیجیے۔

(۳) فرائض و واجبات کی ادائی کو ہر کام پر اوّلیت دیجیے۔ اسی طرح حرام و مکروہ کاموں سے اجتناب کیجیے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

(۴) خوش اخلاقی، حسنِ معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنائیے۔

(۵) قرض ہر صورت میں ادا کیجیے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا ہمیشہ خیال رکھیں۔

(۶) قرآن پاک کی تلاوت کیجیے اور اس کے مطالب سے مستفیض ہونے کے لیے کلام پاک کا بہترین ترجمہ "کنز الایمان" از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز پڑھ کر ایمان تازہ کیجیے۔

(۷) دینِ متین کی صحیح شناسائی کے لیے علماء اہل سنّت و جماعت کی تصانیف کا مطالعہ کیجیے۔ اور علماء کرام سے رابطہ رکھیے۔ نیز انجمن طلبہ اسلام کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کیجیے۔

(۸) فاتحہ، عرس، میلاد شریف، معراج شریف اور گیارہویں شریف کی مقدس تقریبات میں کھانے، شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنّت کی تصانیف بھی تقسیم کیجیے۔

(۹) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ معظم، حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلّم کے احکام و فرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے دعوتِ اسلامی کی تحریک میں شمولیت کیجیے اور اُن کے تبلیغی اجتماعات میں شرکت کیجیے۔

(۱۰) اپنا دینی، مذہبی لٹریچر فراہم کرنے کے لیے کتب خانے اور لائبریریاں قائم کیجیے۔

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست — بسجّادہ و تسبیح و دلق نیست

مجلس الدّعوۃ الاسلامیہ

مرکزی دفتر: آستانہ عالیہ سیال شریف، سرگودھا پنجاب پاکستان

باسمہ تعالیٰ

یا ربّ العالمین جلّ جلالہٗ

یا رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

عا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

جانب

LAHORIA
GOLD SMITH

سونے چاندی کے زیورات آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں

A·F·K·L

لاہوریہ گولڈ سمتھ

پروپرائیٹر:

اِمداد حسین لاہوریہ

صرافہ بازار چنیوٹ

ھد

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے۔

جانب

حاجی محمدؐ اعجاز زرگر

صدر پاکستان سُنّی فورس تحصیل چنیوٹ